﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللهِ يؤتِيهِ مَن يشاء☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰى اَن يَعثَكَ رَبكَ مَقَاماً محموداً﴾ (بنی اِسرائیل:٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۵/دسمبر ۱۹۹۷ء شمارہ ۴۹

۴/شعبان ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۵/فتح ۱۳۷۶ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے

"دن بہت ہی نازک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے غضب سے سب کو ڈرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا، مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔

تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے اور کھیت کو خوشنما درختوں اور بار آور پودوں سے آراستہ کرتا اور ان کی حفاظت کرتا اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں، ان کی مالک پروا نہیں کرتا کہ کوئی مویشی آکر ان کو کھا جاوے یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پروا نہیں۔ ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں ہر روز ذبح ہوتی ہیں پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو کتنی باز پرس ہوتی ہے۔ سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بیکار اور لاپروا بناؤ گے تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہو گا۔ چاہئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تا کہ کسی وباء کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ کیونکہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ"۔

(ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحہ ۱۷۴، ۱۷۵)

کشاکش نفس سے نجات پائے بغیر نماز کی لذت نصیب نہیں ہو سکتی

جب انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلاۃ نہیں ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۱/نومبر ۱۹۹۷ء)

لندن (۲۱/نومبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے گزشتہ چند خطبات کے مضمون کے تسلسل میں نماز کے موضوع کو ہی مزید آگے بڑھاتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے حوالے سے نماز کی حقیقت کو بیان فرمایا اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیانات کو غور سے پڑھا کریں۔ آپ ہمیشہ انہیں قرآن و حدیث کے مطابق پائیں گے اور کبھی کوئی تضاد آپ کو دکھائی نہیں دے گا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ 'نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے'۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بظاہر معراج اور جڑ دو مختلف باتیں ہیں۔ بعض کو شاید بیک وقت یہ تضاد دکھائی دیتا ہو مگر ہرگز تضاد نہیں ہے۔ کیونکہ آپ نے جڑ سے اس کی انتہا تک کا ایک سلسلہ قائم فرمایا ہے۔ نماز جڑ بھی ہے اور منتہیٰ بھی ہے۔ ہر شخص کی ایک حد مقرر ہے اور وہ اپنی توفیق سے آگے بڑھ نہیں سکتا۔ ہر شخص کی بلندی کا ایک منتہیٰ مقدر ہے اگر وہ کوشش کرے تو اس آخری منزل تک پہنچ سکتا ہے جس کے قویٰ اس کو عطا کئے گئے ہیں اور نماز کے بغیر ناممکن ہے کہ انسان اپنی صلاحیتوں کو درجہ منتہیٰ تک پہنچائے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودات کی باقی خلاصہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔

ہفتہ، ۱۵/نومبر ۱۹۹۷ء:

آج بچوں کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کی "ملاقات" کے پروگرام میں تلاوت اور نظم کے بعد ایک بچی نے حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی سوانح حیات پر لکھی ہوئی تقریر پڑھی۔۔ جس کے بعد انگریزی میں Compose کی ہوئی ایک نظم بچوں نے بہت اچھوتے انداز میں گا کر سنائی۔ نظم، انگریزی اور عربی میں مدح کا نرالہ امتزاج تھا۔ آخر میں ایک بچی نے اردو کلاس کی ہالینڈ کی سیر کے دلچسپ واقعات سنائے۔

اتوار، ۱۶/نومبر ۱۹۹۷ء:

آج انگریزی دان افراد کے ساتھ مجلس سوال و جواب تھی۔ ایک انگریز خاتون سے جو کینسر کی مریضہ تھیں حضور نے گفتگو فرماتے ہوئے کینسر کے مضمون پر مختصر روشنی ڈالی اور اس سلسلہ میں ہومیوادویہ کے اثر کا ذکر فرمایا۔ دیگر سوالات یہ تھے:

☆...... دنیا میں ماحولیاتی آلودگی بڑھ رہی ہے اور Global Warming کے نتیجہ میں کئی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ دنیا کو اس مسئلہ کی طرف کس طرح توجہ دینی چاہئے؟

☆...... گلف (Gulf) کے حالات ابھی تک خراب چلے آرہے ہیں۔ سابقہ جنگ کے اثرات باقی ہیں۔ کیا دوبارہ اس علاقہ میں جنگ چھڑ سکتی ہے؟ حضور نے اس کے جواب میں عراق اور امریکہ کے طرز عمل کا تجزیہ پیش فرمایا۔

☆...... اسلام نے دنیا کے بہت سے ممالک کو متاثر کیا ہے مگر مغرب میں اسلام کو خاص مقبولیت حاصل نہیں ہوئی؟ حضور نے اس کے جواب میں مغرب کے مسلمانوں کے ساتھ ماضی کی سیاسی کشمکش اور حال کے معاندانہ طرز عمل کا ذکر فرمایا اور ان عوامل کی نشان دہی فرمائی جو اسلام کی راہ میں روڑے اٹکانے کا موجب ہیں۔

☆...... ہمارے جماعتی انتخابات میں ہاتھ اٹھا کر ووٹ کیوں دیا جاتا ہے۔ خفیہ طور پر بیلٹ بکس کے ذریعہ ووٹنگ کا طریق کیوں نہیں ہے؟ حضور ایدہ اللہ نے اس کے جواب میں ہاتھ اٹھا کر ووٹ دینے کے طریق کی حکمت بیان فرمائی اور بتایا کہ یہ نہایت صحت مندر رجحان ہے اور جماعت کے لئے از حد ضروری اور مفید ہے۔

☆...... مسلمانوں کا حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کیا نظریہ ہے؟۔ حضور نے بتایا کہ صرف حضرت عیسیٰ ہی نہیں اسلام تمام الٰہی مذاہب کے بانیوں کو سچا تسلیم کرتا ہے اور ان کی سچائی پر ایمان کو لازم قرار دیتا ہے جبکہ دیگر مذاہب کا بانی اسلام کے متعلق ایسا طرز عمل نہیں ہے۔

☆...... کیا آپ سمجھتے ہیں کہ دنیا کے مسائل کی وجہ Ignorance ہے؟

☆...... میری ایک عیسائی دوست کا کہنا ہے کہ پاکستان میں عیسائیت تیزی سے پھیل رہی ہے؟

☆...... اسلام میں عورت کا کیا مقام ہے؟

سوموار، ۱۷/نومبر ۱۹۹۷ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۷۵ جو تین اپریل ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل، ۱۸/نومبر ۱۹۹۷ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۱۳ جو سورہ لقمان کی آیت نمبر ۱۸ سے شروع ہوئی تھی نشر ہوئی۔ آج آیت نمبر ۳۰ تک ترجمہ و مختصر تشریح بیان کی گئی۔

بدھ، ۱۹/نومبر ۱۹۹۷ء:

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۱۴ براڈکاسٹ کی گئی۔ کلاس سورہ لقمان کی آیت نمبر ۳۰ سے شروع ہوئی اور اس آیت کی حضور انور نے بہت لطیف تشریح فرمائی۔ آیات قرآنیہ کی تشریح میں حضور نے بتایا کہ یہ کائنات ایک مقررہ اجل کے بعد ختم ہو جائے گی۔ حضور انور نے فرمایا کہ چند سال قبل تک سائنس دان یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ زمین و آسمان ختم ہو جائیں گے۔ کیونکہ وہ کہتے تھے کہ پروٹان جو ہے وہ کبھی تباہ نہیں ہو سکتا لیکن اب بہت سی لیبارٹریز بڑے اخراجات سے بنائی گئی ہیں یہ ثابت کرنے کے لئے کہ پروٹان بھی ختم ہو جائے گا۔ آیت نمبر ۳۴

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

تفصیل و تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ گزشتہ اولیاء اور راستبازوں نے جو بلند مراتب حاصل کئے وہ نماز کے ذریعہ سے حاصل کئے اور اس لئے کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں تھی۔ نماز میں آنکھوں کی ٹھنڈک پیدا ہونا بہت مجاہدے اور محنت کو چاہتا ہے۔ حضور نے بتایا کہ نماز کی لذت کے مقابل پر کشاکش نفس رکھی گئی ہے۔ نفس ہمیشہ اپنی طرف کھینچتا ہے اور جتنا کامیاب ہوتا ہے اتنا ہی نماز کی لذت کم ہوتی جاتی ہے۔ جونہی انسان نفسانی لذتوں میں مبتلا ہوگا اس کی روحانی لذتیں کم ہوتی چلی جائیں گی۔ کشاکش نفس سے نجات پائے بغیر نماز کی لذت نصیب نہیں ہو سکتی اور نماز کی لذت نصیب نہ ہو تو وہ اسے بلند مراتب تک نہیں پہنچا سکتی۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے حوالے سے صلاۃ اور دعا میں فرق کو بھی واضح فرمایا اور بتایا کہ جب انسان کی دعا محض دنیوی امور کے لئے ہو تو اس کا نام صلاۃ نہیں ہے۔ اور وہ نماز میں بھی ہو تو اس نماز کا نام صلاۃ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جس دعا کا نام صلاۃ رکھا ہے وہ دعا اللہ کی رضا چاہنے کا نام ہے اور اس طرح اگر یہ حالت ہمیشہ طاری رہے تو ہمیشہ انسان حالت نماز میں ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حالت نماز یہ تھی کہ ہر سانس میں آپ کی توجہ خدا کی طرف تھی اور آپ خدا کی طلب کرتے تھے۔

حضور نے فرمایا کہ انسان رضائے الٰہی کو حاصل کرے پھر اس کے بعد اس کے لئے روا ہے کہ اپنی دنیوی ضروریات کے واسطے بھی دعا کرے۔ حضور نے فرمایا کہ انسان اس بات سے ڈر جاتا ہے کہ اگر دنیوی حاجات کے لئے دعا کرنا عبادت نہیں ہے تو میں کس کا دروازہ کھٹکھٹاؤں کہ وہ میری حاجت روائی کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مشکل کا ازالہ کرتے ہوئے یہ حقیقت بھی بیان فرمائی ہے کہ دنیوی مشکلات بعض دفعہ دینی معاملات میں حارج ہو جاتی ہیں۔ پس اگر اس لئے دعا کرے، یہ کہتے ہوئے التجا کرے کہ اے میرے اللہ مجھے مشکلات نے گھیر لیا ہے۔ یہ بلائیں مجھے چمٹ جاتی ہیں اور تیری طرف اپنے دماغ کو خالصۃً متوجہ کرنے کے لئے توفیق نہیں دیتیں اس لئے انہیں دور فرما۔ اگر اس نیت سے دعا کرے گا تو اس کا یہ حاجات مانگنا بھی ایک عبادت بن جائے گا کیونکہ عبادت کی خاطر وہ یہ دعائیں مانگتا ہے۔ دوسری بات آپ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ دنیوی امور میں دعا کرنا ہمیشہ منشاء الٰہی کے خلاف نہیں ہوتا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مشکلات کے وقت جو سوزش دل میں پیدا ہوتی ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکو تو پھر اللہ کی محبت کی سوزش بھی ساتھ شامل ہو جائے گی۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نماز کی حقیقت سے متعلق اور بھی نہایت گہرے پر حکمت و معرفت ارشادات پڑھ کر سنائے اور ان کی وضاحت فرمائی۔ اور فرمایا کہ آئندہ خطبہ میں بھی یہ مضمون جاری رہے گا۔

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

کی تشریح میں حضور نے بعض مثالیں بیان فرمائیں کہ اس دنیا میں بھی ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ جب نہ باپ بیٹے کے کام آسکتا ہے نہ بیٹا باپ کے۔ اور وہ بالکل بے بس ہوتے ہیں۔ حضور انور نے ریاست واشنگٹن (امریکہ) کے قریب ایک آتش فشاں پہاڑ کے پھٹنے کا ذکر فرمایا جس نے لاکھوں ارب ٹن مٹی، چٹانیں اور دھاتیں فضا میں اچھال دیں۔ جن لوگوں نے اس زلزلے کو دیکھا ان کا بیان تھا کہ ہم اپنے بچوں کو بچانے کی کوشش کرنا چاہتے تھے لیکن نہیں کر سکتے تھے اسی طرح بچے بھی چاہنے کے باوجود ماں باپ کے کسی کام نہ آسکتے تھے۔

جمعرات، ۲۰؍نومبر ۱۹۹۷ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس کا سبق نمبر ۶۷ جو ۴؍اپریل ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوا تھا نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کیا گیا۔

جمعۃ المبارک، ۲۱؍نومبر ۱۹۹۷ء:

پروگرام کے مطابق آج فرنچ بولنے والے زائرین کے ساتھ حضور انور کی ملاقات اور سوال و جواب کا دن تھا۔ چار احباب کے علاوہ شمالی فرانس سے آئی ہوئی ایک نہایت نیک سیرت نوجوان لڑکی سلیمہ Alouche بھی آئی ہوئی تھیں۔ آج کے پروگرام میں حضور انور کی تشریف آوری سے قبل مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے ان کا انٹرویو لیا جو مختصراً درج ذیل ہے۔

عزیزہ سلیمہ نے بتایا کہ ایم ٹی اے پر سب سے زیادہ حضور انور کی شخصیت سے اور جس طرح وہ اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں اور جس طرح علم و عرفان سے پر باتیں کرتے ہیں میں ان سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ انہوں نے کہا پہلے مجھے کچھ پتہ نہیں تھا۔ صرف خدا کو جانتی تھی۔ ایم ٹی اے نے مجھے بہت کچھ سکھایا ہے۔ اور یہ کہ ایم ٹی اے پر نماز سکھانے کے پروگرام دیکھتی تھی اور عمل کرتی تھی اس سے انہیں ایک نئی روحانی زندگی ملی ہے۔

ان سے پوچھا گیا کہ آپ اپنی روحانی ترقی کے لئے یہاں کیا کوشش کر رہی ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ پہلی کوشش تو علم بڑھانا تھا جو میں نے خطوط کے ذریعہ شروع کیا۔ اب یہاں آئی ہوں، حضور انور سے ملی ہوں۔ جب میں نے سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھی تو مجھے یقین ہو گیا کہ یقیناً سچے نبی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ فرانس میں احمدیت کی اشاعت کے لئے اور اس روحانی دولت کو عام کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گی اور حضور انور کے مشورہ پر عمل کریں گی۔

مکرمہ سلیمہ آلوشے نے کہا کہ میں شمالی افریقہ میں پیدا ہوئی اور فرانس میں پلی بڑھی۔ انہوں نے کہا کہ الحمدللہ مجھے لندن میں بہت اچھی طرح سے receive کیا گیا۔ حضور انور سے شرف ملاقات کی سعادت ملی۔ بہنوں کے حسن سلوک سے بہت متاثر ہوں۔ بیعت کی برکت سے بہرہ ور ہوئی اور مسجد میں نماز پڑھنے کا موقعہ ملا۔

انہوں نے بتایا کہ وہ چار بہنیں ایم ٹی اے دیکھتی تھیں۔ میں نے کوشش کی کہ میرے والد صاحب لقاء مع العرب کا پروگرام دیکھیں لیکن انہوں نے دلچسپی نہیں لی۔ انہوں نے کہا کہ ایم ٹی اے کے پروگرام تو سبھی بہت دلچسپ ہیں۔ مجھے ترجمۃ القرآن اور تفسیر، لقاء مع العرب اور حضرت عیسیٰ کے متعلق حضور انور کی تفصیلات بہت پسند ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات زیادہ نشر ہونی چاہئیں۔ اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹوڈیو میں تشریف لائے۔ حضور انور نے بھی عزیزہ سلیمہ کے فرانس سے آنے پر انہیں خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ وہ جلدی جلدی خدا کے فضل سے روحانی میدان میں ترقی کر رہی ہیں۔ ایک صاحب نے حضور انور سے سوال کیا کہ اسلام اور عیسائیت کی جنگ میں آخری فتح اسلام کی بیان کی جاتی ہے۔ حضور سے تبصرہ کی درخواست ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ فتح دونوں کی ہوگی۔ یعنی اصلی اسلام اور اصلی عیسائیت یہ دونوں ایک ہیں۔ جنگ تو دہریت کے خلاف ہے جو آج کل پھیلی ہوئی ہے۔

(ا۔م۔ج)

اشک چشم تر میں رہنے دیجئے
گھر کی دولت گھر میں رہنے دیجئے

ریت کی خوشبو ۔ روایت کی مہک
راہ کے پتھر میں رہنے دیجئے

کوئی نامحرم نہ اس کو دیکھ لے
چاند کو چادر میں رہنے دیجئے

گھر کی تصویریں نہ ہو جائیں اداس
آئینوں کو گھر میں رہنے دیجئے

میں اگر سقراط ہوں میرے لئے
زہر کچھ ساغر میں رہنے دیجئے

راہ میں کانٹے بچھا دیجے ۔ مگر
پھول پس منظر میں رہنے دیجئے

آپ مضطر جایئے لیکن ہمیں
کوچہء دلبر میں رہنے دیجئے

کچھ نہ کچھ تو فرق بہرِ امتیاز
پھول اور پتھر میں رہنے دیجئے

(چوہدری محمد علی)

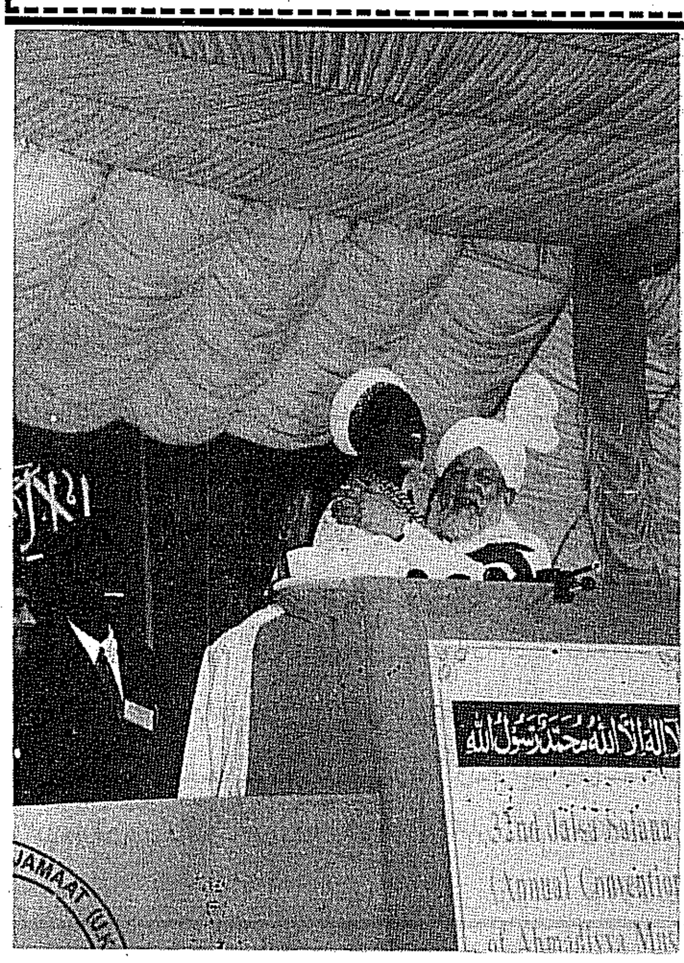

جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۷ء کے موقعہ پر ایک افریقن ملک کے نواحمدی امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمراہ۔

تصاویر: بشیر احمد ناصر کینیڈا

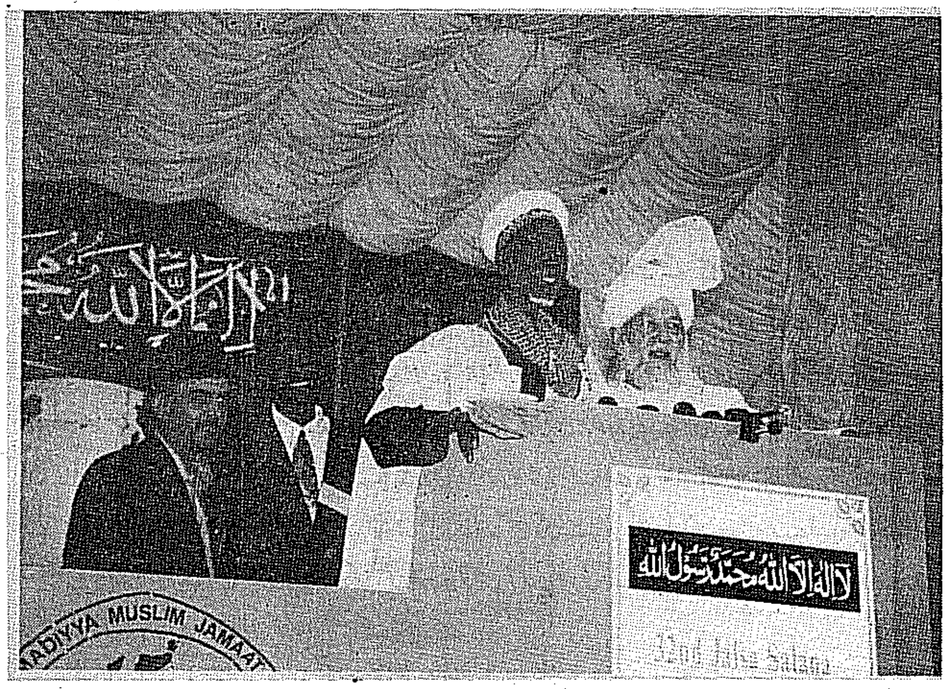

صحف سابقہ کی تاریخ، پیشگوئیوں اور عقائد کو توڑ مروڑ کر بیان کرنے والا کون ہے؟ قرآن مجید یا اناجیل؟

مشہور پادری وہیری کے قرآن مجید پر اعتراضات کے جواب میں ایک ٹھوس علمی وتحقیقی مقالہ

(سید میر محمود احمد ناصر)

دوسری قسط

اب آگے چلئے متی کا انجیل نویس لکھتا ہے :

"جب یسوع ہیرودیس بادشاہ کے زمانہ میں یہودیہ کے بیت لحم میں پیدا ہوا تو دیکھو کئی مجوسی پورب سے یورو شلم میں یہ کہتے ہوئے آئے کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟ کیونکہ پورب میں اس کا ستارہ دیکھ کر ہم اسے سجدہ کرنے آئے ہیں۔ یہ سن کر ہیرودیس بادشاہ اور اس کے ساتھ یورو شلم کے سب لوگ گھبرا گئے۔ اور اس نے قوم کے سب سردار کاہنوں اور فقیہوں کو جمع کر کے ان سے پوچھا کہ مسیح کی پیدائش کہاں ہونی چاہئے؟ انہوں نے کہا یہودیہ کے بیت لحم میں کیونکہ نبی کی معرفت یوں لکھا گیا ہے کہ :

"اے بیت لحم یہودیہ کے علاقے
تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں
کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا
جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا"۔

اس پر ہیرودیس نے مجوسیوں کو چپکے سے بلا کر ان سے تحقیق کی کہ وہ ستارہ کس وقت دکھائی دیا تھا۔ اور یہ کہہ کر انہیں بیت لحم کو بھیجا کہ جا کر اس بچے کی بابت ٹھیک ٹھیک دریافت کرو اور جب وہ ملے تو مجھے خبر دو تاکہ میں بھی آکر اسے سجدہ کروں۔ وہ بادشاہ کی بات سن کر روانہ ہوئے اور دیکھو جو ستارہ انہوں نے پورب میں دیکھا تھا وہ ان کے آگے آگے چلا یہاں تک کہ اس جگہ کے اوپر ٹھہر گیا جہاں وہ بچہ تھا۔ وہ ستارے کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور اس کے گھر میں پہنچ کر بچے کو اس کی ماں مریم کے پاس دیکھا اور اس کے آگے گر کر سجدہ کیا اور اپنے ڈبے کھول کر سونا اور لبان اور مُر اس کی نذر کیا۔ اور ہیرودیس کے پاس پھر نہ جانے کی ہدایت خواب میں پاکر دوسری راہ سے اپنے ملک کو روانہ ہوئے۔

جب وہ روانہ ہو گئے تو دیکھو خداوند کے فرشتہ نے یوسف کو خواب میں دکھائی دے کر کہا اٹھ بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر کو بھاگ جا اور جب تک میں تجھ سے نہ کہوں وہیں رہنا کیونکہ ہیرودیس اس بچے کی تلاش کرنے کو ہے تاکہ اسے ہلاک کرے۔ پس وہ اٹھا اور رات کے وقت بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور ہیرودیس کے مرنے تک وہیں رہا تاکہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پورا ہو کہ مصر میں سے میں نے اپنے بیٹے کو بلایا۔ جب ہیرودیس نے دیکھا کہ مجوسیوں نے میرے ساتھ ہنسی کی تو نہایت غصے ہوا اور آدمی بھیج کر بیت لحم اور اس کی سب سرحدوں کے اندر کے ان سب لڑکوں کو قتل کروا دیا جو دو دو برس کے یا اس سے چھوٹے تھے۔ اس وقت کے حساب سے جو اس نے مجوسیوں سے تحقیق کی تھی اس وقت وہ بات پوری ہوئی جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہی گئی تھی کہ :

رامہ میں آواز سنائی دی
رونا اور بڑا ماتم
راخل اپنے بچوں کو رو رہی ہے
اور تسلی قبول نہیں کرتی اس لئے کہ وہ نہیں ہیں۔

جب ہیرودیس مر گیا تو دیکھو خدا کے فرشتے نے مصر میں یوسف کو خواب میں دکھائی دے کر کہا اٹھ اس بچے اور اس کی ماں کو لے کر اسرائیل کے ملک میں چلا جا کیونکہ جو بچے کی جان کے خواہاں تھے وہ مر گئے۔ پس وہ اٹھا اور بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر اسرائیل کے ملک میں آگیا مگر جب سنا کہ ارخلاؤس اپنے باپ ہیرودیس کی جگہ یہودیہ میں بادشاہی کرتا ہے تو وہاں جانے سے ڈرا۔ اور خواب میں ہدایت پاکر گلیل کے علاقہ کو روانہ ہو گیا۔ اور ناصرہ نام ایک شہر میں جا بسا تاکہ جو نبیوں کی معرفت کہا گیا تھا وہ پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائے گا"۔

(متی: باب۲)

☆......اس باب میں متی کے انجیل نویس نے صحائف سابقہ کے چار حوالے پیش کئے ہیں اور صحائف سابقہ کے حوالہ جات کے بارہ میں پادری وہیری صاحب نے جو الزام قرآن کریم پہ لگانے کی کوشش کی ہے وہ پورے زور کے ساتھ نئے عہد نامہ پر وارد ہوتے ہیں۔

ان حوالہ جات کے مطابق حضرت مسیح کا بیت لحم میں پیدا ہونا بھی ضروری ہے جو یہودیہ کے صوبہ میں ہے اور ناصرہ میں رہائش اور اس کے نتیجہ میں ناصری کہلانا بھی ضروری ہے اور ناصرہ کا شہر گلیل کے صوبہ میں ہے۔

اب دیکھئے وہیری صاحب آپ کی کتاب مقدس کے دو حصے ان دونوں پیشگوئیوں کو کس ہشیاری سے پورا کرتے ہیں۔ متی کا بیان آپ نے اوپر پڑھا۔ متی کا انجیل نویس یہ Imply کرتا ہے کہ حضرت مسیح کا خاندان یہودیہ کا رہنے والا تھا بہر حال ناصرہ (گلیل) سے نہیں آیا تھا اور یہودیہ کے شہر بیت لحم میں حضرت مسیح کی پیدائش ہو گئی۔ لہذا یہ پیشگوئی پوری ہو گئی جو آنے والے مسیح کے متعلق میکاہ باب ۵ میں کی گئی تھی۔ پھر یہ خاندان ہیرودیس کے ظلم کے ڈر سے خواب میں ہدایت پاکر مصر چلا گیا اور مصر میں رہا۔ جب ہیرودیس مر گیا تو خواب میں ہدایت پاکر واپس فلسطین کے لئے روانہ ہوا۔ مگر یہودیہ میں ہیرودیس کا بیٹا ارخلاؤس حاکم تھا جو اپنے ظلم میں مشہور تھا اسلئے یہ خاندان یہودیہ واپس جانے کی بجائے گلیل چلا گیا اور وہاں ناصرہ نامی ایک گاؤں میں آباد ہو گیا اور دیکھو نبیوں کی معرفت جو پیشگوئی آنے والے مسیح کے بارہ میں تھی پوری ہو گئی کہ وہ ناصری کہلائے گا۔

☆......اب متی کے انجیل نویس کے سامنے دو پیشگوئیاں ہیں۔ آنے والا مسیح بیت لحم میں پیدا ہو گا۔ اور آنے والا مسیح ناصری کہلائے گا۔ متی کے انجیل نویس نے اپنے زعم میں واقعات کی روشنی میں دونوں پیشگوئیوں کو پورا کر دکھایا ہے۔

اب دیکھئے لوقا کا انجیل نویس اس بارے میں کیا کہتا ہے :

"ان دنوں میں ایسا ہوا کہ قیصر اوگوسٹس کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ ساری دنیا کے لوگوں کے نام لکھے جائیں۔ یہ پہلی اسم نویسی سوریہ کے حاکم کورنیس کے عہد میں ہوئی۔ اور سب لوگ نام لکھوانے کے لئے اپنے اپنے شہر کو گئے۔ پس یوسف بھی گلیل کے شہر ناصرہ سے داؤد کے شہر بیت لحم گیا جو یہودیہ میں ہے۔ اس لئے کہ وہ داؤد کے گھرانے اور اولاد سے تھا۔ تاکہ اپنی منگیتر کے ساتھ جو حاملہ تھی نام لکھوائے۔ جب وہ وہاں تھے تو ایسا ہوا کہ اس کے وضع حمل کا وقت آ پہنچا۔ اور اس کا پہلوٹا بیٹا پیدا ہوا اور اس نے اس کو کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھا کیونکہ ان کے واسطے سرائے میں جگہ نہ تھی۔

(لوقا باب ۲ آیات ۱ تا ۷)

"پھر جب موسیٰ کی شریعت کے موافق ان کے پاک ہونے کے دن پورے ہو گئے تو وہ اس کو یروشلم لائے تاکہ خداوند کے آگے حاضر کریں"۔ (لوقا باب ۱ آیت ۲۲)

"اور جب وہ خداوند کی شریعت کے مطابق سب کچھ کر چکے تو گلیل میں اپنے شہر ناصرہ کو پھر گئے"۔

(لوقا باب ۱ آیت ۳۹)

☆......دیکھئے پادری صاحب دونوں پیشگوئیاں کس صفائی سے پوری ہو گئیں۔ لوقا کا انجیل نویس کہتا ہے کہ یوسف اور مریم گلیل کے شہر ناصرہ کے رہنے والے تھے وہاں سے مردم شماری کے لئے یہودیہ کے شہر بیت لحم آنا پڑا وہاں بچے کی ولادت کا وقت آگیا اور یسوع کی ولادت ہو گئی۔ وہاں سے یروشلم ہوتے ہوئے واپس گلیل کے شہر ناصرہ چلے گئے۔ گویا ناصری بھی کہلائے کیونکہ رہنے والے ہی ناصرہ کے تھے اور پیدائش کی پیشگوئی بھی پوری ہو گئی۔ یہ تو ہے لوقا کا بیان۔

متی کا بیان آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ بیت لحم میں بچے کی پیدائش ہوئی (گویا یہ خاندان اسی علاقہ کا رہنے والا تھا) وہاں سے ہیرودیس کے ڈر سے بھاگ کر مصر چلے گئے۔ ہیرودیس کی وفات کی اطلاع ملی تو واپس فلسطین آئے مگر جب سنا کہ ہیرودیس کا ظالم بیٹا ارخلاؤس یہودیہ میں حاکم ہے تو وہاں جانے سے ڈرے اور گلیل چلے گئے۔ اور وہاں کے ایک شہر ناصرہ میں آباد ہو گئے۔ اس طرح دونوں پیشگوئیاں پوری ہو گئیں۔ دیکھی پادری صاحب آپ نے ہاتھ کی صفائی! دونوں انجیل نویسوں نے دونوں پیشگوئیاں کس صفائی سے پوری کر کے دکھا دیں۔ آپ نے جو الزام قرآن پر لگایا تھا وہ نئے عہد نامہ پر بڑے زور سے ثابت ہوا۔

☆☆......اور ابھی بات ختم نہیں ہوئی۔ آپ نے کہا تھا کہ قرآن پیشگوئیوں کے علاوہ تاریخ کے متعلق بھی Garbled بیانات خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔ یہ تو آپ ثابت نہیں کر سکے کہ قرآن کے تاریخ کے بارے میں کون سے بیانات Garbled ہیں مگر ہم آپ کو آپ کے ہم مذہب علماء کے بیان پیش کر دیتے ہیں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ لوقا کا یہ بیان کہ یوسف اور مریم مردم شماری میں نام لکھوانے کے لئے بیت لحم گئے تھے صریحاً Garbled ہے۔ دونوں پیشگوئیاں ثابت کرنے کے لئے کہ آنے والا مسیح ناصری کہلائے گا مگر بیت لحم میں پیدا ہو گا یہ تاریخ پیش کی کہ یہ خاندان رہنے والا ناصرہ کا تھا۔ اس طرح یسوع ناصری کہلایا مگر پیدائش بیت لحم میں ہوئی کیونکہ ان دنوں وہاں گیا ہوا تھا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ خاندان ناصرہ کا رہنے والا تھا تو بیت لحم کس لئے گیا ہوا تھا۔ اس کے لئے لوقا کے انجیل نویس نے یہ عذر تراشا ہے کہ قیصر اوگوسٹس کے حکم سے پہلی مردم شماری ہو رہی تھی اور اس میں نام لکھوانے کے لئے یوسف جو داؤد کے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا وہاں جانے پر مجبور تھا۔

مگر لوقا یہ تاریخی واقعہ پیش کرتے ہوئے یہ بھول گیا کہ بعد کی تاریخی تحقیق یہ ثابت کر دے گی کہ یہ مردم شماری اس موقع سے کئی سال بعد ہوئی تھی۔ لوقا کے انجیل نویس کو تو بیت لحم میں ولادت کی پیشگوئی پوری کرنے کے لئے بیت لحم جانے کے لئے کسی بہانے کی ضرورت تھی۔ مردم شماری اس کے زمانہ تحریر سے صدی پہلے کا واقعہ تھا۔ کس کو یاد ہے کہ مردم شماری معین طور پر کن تاریخوں میں ہوئی ہاں مردم شماری ایک مشہور واقعہ تھا اور بڑا اچھا موقعہ تھا کہ اس کو یوسف اور مریم کے سفر بیت لحم کا باعث بنا دیا جائے مگر لوقا کے انجیل نویس ساتھ ہی یہ بھی لکھ بیٹھے کہ اس مردم شماری کے وقت کورنیس شام کا حاکم تھا۔ اور کورنیس تاریخ کے مطابق کبھی بھی ہیرودیس کی زندگی میں شام کا حاکم نہیں رہا لہذا یہ سارا بیان بھی مشکوک ہے۔

انٹرپریٹرز بائبل کے عالم مصنفین جو عیسائیت سے مذہبی طور پر لگاؤ رکھتے ہیں لکھتے ہیں :

"According to Luke Joseph and Mary had been residents of Nazareth in Galilee (Cf. 1:26) Jesus was born in the stable of an inn in Bethlehem because the exigencies of an imperial census had brought his parents to the city of David. In contrast the birth stories in Mathew assume that Jesus was born in Bethlehem because that was where Joseph & Mary had their residence. The family left Bethlehem and settled in Nazareth only after an interlude in Egypt, in response to oracles that warned against threats to the life of the Christ child. All this raises the question: was Jesus born in Bethlehem? or did both Luke & Msyyher matthew did scount the tradition that Jesus had come out of Nazareth and tell their variant of his birth at Bethlehem in order that he might better fulfill Jewish messianic expectation?"

(The Interpreters Bible: vol VIII, New york, Abingdon Cokesbury press).

Peaks کی تفسیر میں لکھا ہے :

"In making his point Lk. seems to have made use of historical date with which he was imperfectly acquainted. A census was held about A.D.6, when Quirinius was legate of Syria and Coponius procurator of Judea (Jos, Ant. XVII, XIII,5; XVIII,i.I). This is referred to in Ac. 5:37, and Luke was probably uncertain of its date and ignored the inconsistency involved here is associating it with the region of Herod." (Peaks Commentary on the Bible, General Editor and New Testament Editor Matthew Black Nelson)

☆......دیکھئے! پادری وہیری صاحب! آپ نے قرآن مجید پر پیشگوئیوں کے علاوہ اپنے مقاصد کے لئے تاریخ کو بگاڑنے کا الزام لگایا تھا۔ آپ کے بھائی تسلیم کرتے ہیں کہ انجیل نویسوں نے حضرت مسیح کو یہودی توقعات کے مطابق پورا اتارنے کے لئے اس جرم کا ارتکاب کیا ہے؟

☆☆......ابھی اور آگے چلئے متی کے انجیل نویس نے حضرت مسیح کی ولادت پر ہیرودیس کے بیت لحم کے بچے مروانے کا قصہ درج کیا ہے۔ تاریخ میں تو اس واقعہ کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ ہو سکتا ہے، ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ تاریخ میں یہ واقعہ درج ہونے سے رہ گیا ہو (اگرچہ جوزیفس نے اس زمانے کی تفصیلی تاریخ لکھی ہے) چلئے فی الحال مان لیتے ہیں کہ ہیرودیس

نے بیت لحم اور اس کی سرحدوں کے اندر دو سال تک کی عمر کے سب بچے قتل کروا دئے۔ اب متی کا انجیل نویس اس مزعومہ واقعہ پر بھی پرانے عہد نامے کی ایک پیشگوئی چسپاں کرتا ہے۔ لکھا ہے:

"جب ہیرودیس نے دیکھا کہ مجوسیوں نے میرے ساتھ ہنسی کی تو نہایت غصے ہوا اور آدمی بھیج کر بیت لحم اور اس کی سب سرحدوں کے اندر کے ان تمام لڑکوں کو قتل کروا دیا جو دو دو برس یا اس سے چھوٹے تھے۔ اس وقت کے حساب سے جو اس نے مجوسیوں سے تحقیق کی تھی اس وقت وہ بات پوری ہوئی جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہی گئی تھی کہ:

رامہ میں آواز سنائی دی
رونا اور بڑا ماتم
راخل اپنے بچوں کو رو رہی ہے
اور تسلی قبول نہیں کرتی اس لئے کہ وہ نہیں ہیں

(متی باب ۲ آیات ۱۶ تا ۱۸)

☆......اب ذرا یرمیاہ کی کتاب کھول کر دیکھئے جس کا حوالہ متی نے دیا ہے۔ یرمیاہ میں حضرت راخل جو حضرت یعقوب کی ایک بیوی تھیں اور بنی اسرائیل کی ماں کی حیثیت رکھتی تھیں۔ یہودی قبائل جو نبوکدنضر کے حملہ کے نتیجہ میں قیدی بنا کر بابل لے جائے گئے ان کے رونے کا ذکر ہے (رامہ میں حضرت راخل کی قبر تھی۔ گویا شاعرانہ انداز میں نقشہ کھینچا گیا ہے کہ بنی اسرائیل کے دس قبائل کے اسیر بنا کر جلاوطن کئے جانے پر راخل اپنی قبر سے نکل کر رو پیٹ رہی ہیں)۔

صدیوں بعد بیت لحم میں ہونے والے غالبًا ایک فرضی واقعہ کا یرمیاہ میں کوئی ذکر نہیں۔ Interpreters بائبل کہتی ہے:

"Rachel, the mother of Joseph and Benjamin and hence the ancestress of the northern tribes, in her represented as weeping over the loss of her children,i.e.over the exile of the northern tribes. The Prophet comforts her with the promise that after their repentance they will be returned and restored to their lands."

(The Interpreters Bible: vol V page: 1031)

☆......دیکھئے پادری صاحب قرآن شریف پر اور نبی عربی ﷺ پر آپ کا یہ الزام لگانا کہ نعوذ باللہ جھوٹے دعویٰ نبوت کی خاطر سابقہ صحف کی پیشگوئیوں اور تاریخ کو مروڑ تروڑ کر پیش کرتے ہیں خود آپ کو کتنا مہنگا پڑا۔ یرمیاہ کی وہ عبارت جو شمالی مملکت کے یہودی اسیروں کے بارہ میں تھی اور جن کی اسیری پر ان کی ماں راخل کا رونا تھا آپ کی کتاب مقدس نے مسیح کی ولادت پر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کی اور اس کیلئے بچوں کے قتل کا ایک ایسا واقعہ تراشنا پڑا جو اس زمانہ کی تفصیلی تاریخ میں موجود نہیں۔

☆......اب ایک اور نمونہ بھی دیکھ لیجئے لوقا کا انجیل نویس لکھتا ہے کہ حضرت مسیح کا خاندان گلیل کے ناصرہ سے یہودیہ کے بیت لحم میں مردم شماری کے لئے آیا۔ وہاں حضرت مسیح کی ولادت ہوئی وہاں سے یروشلم ہوتے ہوئے اور خدا کے گھر میں حاضری دیتے ہوئے سیدھے واپس گلیل کے ناصرہ میں گئے۔ متی کا انجیل نویس کہتا ہے کہ بیت لحم میں بچے کی پیدائش کے بعد ہیرودیس کے ڈر سے بھاگ کر مصر چلے گئے اور ہیرودیس کی وفات پر مصر سے حضرت مسیح کو ساتھ لے کر واپس آئے۔

☆......اب متی کے انجیل نویس کو حسب عادت اس غالبًا فرضی واقعہ پر بھی کوئی پیشگوئی چسپاں کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اور پرانے عہد نامہ سے اس نے ایک حوالہ ڈھونڈ ہی لیا جس سے مسیح کا مصر سے آنا ثابت ہو۔ چنانچہ انجیل نویس لکھتا ہے:

"تاکہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پورا ہو کہ مصر سے میں نے اپنے بیٹے کو بلایا"۔ (متی باب ۱ آیت ۱۶)

مگر اس حوالہ کو درج کرتے ہوئے انجیل نویس نے پوری احتیاط کی ہے کہ اس فقرہ سے پہلے اور بعد کے فقرات کہیں درج نہ ہو جائیں۔ کیونکہ مکمل حوالہ کچھ اس طرح ہے:

"جب اسرائیل ابھی بچہ ہی تھا میں نے اس سے محبت رکھی اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا۔ انہوں نے جس قدر ان کو بلایا اسی قدر وہ دور ہوتے گئے۔ انہوں نے بعلیم کے لئے قربانیاں گزارنیں اور تراشی ہوئی مورتیوں کے لئے بخور جلایا"۔

(ہوسیع باب ۱۱ آیت ۱ تا ۲)

دیکھا پادری صاحب آپ نے! اس کو کہتے ہیں ہاتھ کی صفائی۔ ہوسیع میں کسی پیشگوئی کا کوئی ذکر نہ تھا۔ اس میں تو ہوسیع نبی سے بہت پہلے اسرائیل جو خدا کا بیٹا ہے اس کا حضرت موسیٰ کے ساتھ مصر سے آنے کا ذکر ہے۔ جہاں سے خدا نے انہیں توحید کے لئے بلایا مگر انہوں نے جھوٹے معبودوں کو خدا بنا لیا۔ متی کے انجیل نویس نے پیدائش کے بعد حضرت مسیح کے مصر لے جانے اور پھر وہاں سے واپس لائے جانے کا واقعہ اغلبًا تراشا ہے۔ کیونکہ یہ بیان لوقا کے بیان سے ٹکراتا ہے۔ پھر اس کی تائید میں ہوسیع کی ایک پیشگوئی درج کر دی جو پیشگوئی نہیں بلکہ ماضی کے ایک واقعہ کا بیان ہے؟

☆......فرمائیے پادری وہیری صاحب پیشگوئیوں اور تاریخ کے متعلق Garbled Statements کون دیتا ہے قرآن یا نیا عہد نامہ؟

☆......اب آپ ایک آخری بات بھی سن لیجئے۔ متی کا انجیل نویس بالآخر حضرت مسیح کو گلیل کے ناصرہ میں پہنچاتا ہے (لوقا کے بیان کے خلاف کیونکہ وہ کہتا ہے کہ یوسف اور حضرت مریم تو رہنے والے ہی ناصرہ کے تھے) اب اس کے لئے بھی پیشگوئی چاہئے مگر سارے پرانے عہد نامے میں اور طالمود میں تو ناصرہ کا لفظ بھی نہیں آیا لیکن آخر ہاتھ کی صفائی کے وہ ماہر ہیں۔ متی کا انجیل نویس لکھتا ہے:

"جب ہیرودیس مر گیا تو دیکھو خداوند کے فرشتے نے مصر میں یوسف کو خواب میں دکھائی دے کر کہا کہ اٹھ اس بچے اور اس کی ماں کو لے کر اسرائیل کے ملک میں چلا جا کیونکہ جو بچے کی جان کے خواہاں تھے وہ مر گئے۔ پس وہ اٹھا اور بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر اسرائیل کے ملک میں آ گیا مگر جب سنا کہ ارخلاؤس اپنے باپ ہیرودیس کی جگہ یہودیہ میں بادشاہی کرتا ہے تو وہاں جانے سے ڈرا اور خواب میں ہدایت پا کر گلیل کے علاقہ میں روانہ ہو گیا اور ناصرہ نام ایک شہر میں جا بسا تاکہ جو نبیوں کی معرفت کہا گیا تھا وہ پورا ہو کہ وہ ناصری کہلائے گا"۔

(متی باب ۲ آیات ۱۹ تا ۲۳)

اب جیسا کہ اوپر بیان ہوا سارے پرانے عہد نامے میں ناصرہ کا لفظ نہیں ہے۔ کسی نبی نے ناصری کہلانے کی پیشگوئی نہیں کی۔ طالمود میں بھی یہ لفظ نہیں ہے۔ انٹرپریٹرز بائبل کے مصنف لکھتے ہیں:

"The village of Nazareth is not mentioned in any ancient records."

(Volume VII page 262)

Peaks کی تفسیر بائبل میں لکھا ہے:

"It is curious that Nazareth is not mentioned in OT, Josephus or Talmud".

(A Commentary on the Bible by Arthurs. Peaks page 702).

پھر یہ متی کا انجیل نویس ناصرہ کا لفظ کہاں سے لے آیا۔ یہی مصنف لکھتے ہیں کہ یسعیاہ، یرمیاہ اور صفنیاہ میں ذکر تھا کہ آنے والا مسیح داؤد کی شاخ میں سے ہوگا۔ (صفحہ ۷۰۲) اور شاخ کے لئے عبرانی لفظ "نصر" استعمال ہوا ہے۔ متی کے انجیل نویس نے حضرت مسیح کو مصر سے لا کر ناصرہ میں بسایا اور شاخ کے لفظ سے معمولی سی تبدیلی کر کے اسے ناصرہ بنا لیا۔

☆......دیکھئے پادری صاحب اس کو کہتے ہیں تاریخ اور پیشگوئیوں کے بارہ میں Garbled Statements!!!

☆......☆......☆

طبی معلومات

موٹاپا

(امتہ الرزاق سمیع)

موٹاپا بذات خود ایک بیماری ہے اور بہت ساری بیماریوں کی جڑ بھی بنتا ہے۔ امریکہ میں ایک ریسرچ گروپ نے نوے ہزار سے زیادہ نرسوں کے وزن کا تقریباً ۱۶ سال تک مطالعہ کیا۔ ان کی تحقیقات سے پتہ چلا کہ جو عورتیں اپنا وزن ۱۶ سال کی عمر کے اپنے وزن کو ۱۰ سے ۲۰ کلو گرام تک بڑھ لینے دیتی ہیں، ۴۰ سال کی عمر کے بعد ان میں چھاتی کے سرطان کا خطرہ عام عورتوں کے مقابلے میں دوگنا ہو جاتا ہے۔ سرطان کے اس خطرے کی وجہ مکمل طور پر تو معلوم نہیں مگر خیال کیا جاتا ہے کہ جسم میں موٹاپے کے خلیوں میں زنانہ ہارمون ایسٹروجن بنتا ہے۔ موٹاپا جتنا زیادہ ہو ایسٹروجن اتنی ہی زیادہ بنے گی۔ ایسٹروجن کا کام چھاتی کے خلیوں کو بڑھنے میں مدد دینا ہے۔ اگر ایسٹروجن بہت زیادہ ہو جائے تو چھاتی کے خلیے بڑھتے بڑھتے سرطان میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ موٹی خواتین میں خاص طور پر ماہواری کے آغاز کے بعد کی عمر میں چھاتی کے سرطان کا خدشہ بہت بڑھ جاتا ہے۔ ایسی عورتیں اگر HRT استعمال کرتی ہوں تو ان میں چھاتی کے سرطان کا خطرہ اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ میں نے گزشتہ دو سال موٹاپے کے برے اثرات پر تحقیق کی ہے۔ اس قدر بیماریاں اور تکلیفیں موٹاپے سے پیدا ہوتی ہیں کہ انسانی عقل ماؤف ہو جاتی ہے۔

موٹاپے کے برے اثرات کے بارہ میں ڈاکٹر اپنے مریضوں کو خوب بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وزن کم کرنے سے موٹاپے کے برے اثرات کم ہو جائیں گے۔ لوگ وزن کم کرنے کے لئے ہر طرح کے طریقے استعمال کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک طریقہ دوائیوں کا استعمال ہے۔

چونکہ موٹے لوگوں کو اپنی قوت ارادی پر بھروسہ نہیں ہوتا لہذا ایسی دوائیاں ایجاد کی گئی ہیں جو کہ بھوک کو دبا دیتی ہیں کہ کھانا کم کھایا جائے۔ ان دوائیوں کے استعمال کے بعد اب یہ چیز سامنے آئی ہے کہ یہ دوائیاں دل کے والوز کو خراب کر دیتی ہیں اور انسان کو دل کی ایسی بیماری میں مبتلا کر دیتی ہیں جس کی وجہ سے اچانک موت بھی ہو سکتی ہے۔ اس تحقیق کی روشنی میں ایسی تمام وزن گھٹانے والی دوائیوں کا استعمال ممنوع کر دیا گیا ہے۔ اور جن لوگوں نے ماضی میں یہ دوائیاں کھائی تھیں ان سے کہا گیا ہے کہ اپنے ڈاکٹروں کے پاس جا کر اپنے دل کا معائنہ کرائیں۔

موٹاپا ایک بے حد بری بیماری ہے۔ ہم احمدیوں میں تو قوت ارادی کی کمی نہیں ہونی چاہئے۔ آخر ہم سال میں ۲۹، ۳۰ دن (ماہ رمضان المبارک میں) اپنے کھانے کے اوقات بالکل بدل لیتے ہیں اور لمبا عرصہ بھوکا رہ کر بھی گزارتے ہیں لہذا کوشش کرنی چاہئے کہ موٹاپے سے بچے رہیں اور خدانخواستہ اگر وزن بڑھ ہی گیا ہے تو صرف اس وقت کھائیں جب بھوک لگی ہو اور ابھی بھوک باقی ہو تو کھانے سے ہاتھ کھینچ لیں۔

بدقسمتی سے خواتین میں موٹاپا بہت زیادہ ہوتا ہے۔ عام وجوہات یہی ہیں کہ وہ بچوں کا بچا ہوا کھانا کھا لیتی ہیں کہ ضائع نہ ہو۔ اور انہیں ورزش کے مواقع مردوں کے مقابلے میں کم ملتے ہیں۔

کوشش کرنی چاہئے کہ ہمارے بچوں کو پورا کھانا ختم کرنے کی عادت پڑے اور وہ حدیث نبوی کے مطابق کھانا برتن میں نہ بچائیں۔ انہیں اتنا ہی کھانا لینے کی عادت ڈالیں جتنا وہ ختم کر سکتے ہیں۔ اس طرح کھانا ضائع نہیں ہوگا اور عورتیں خواہ مخواہ موٹاپے میں بھی مبتلا نہیں ہونگی۔ اس کے علاوہ روزانہ سیر اور ورزش کو بھی اپنا معمول بنائیں۔

☆......☆......☆

واقفین نو کے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"اپنے گھروں میں کبھی ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس سے نظام جماعت کی تخفیف ہوتی ہو یا کسی عہدیدار کے خلاف شکوہ ہو۔ وہ شکوہ اگر سچا بھی ہے پھر بھی اگر آپ نے اپنے گھر میں کیا تو آپ کے بچے ہمیشہ کے لئے اس سے زخمی ہو جائیں گے۔ آپ تو شکوہ کرنے کے باوجود اپنے ایمان کی حفاظت کر سکتے ہیں لیکن آپ کے بچے زیادہ گہرا زخم محسوس کریں گے۔ یہ ایسا زخم ہوا کرتا ہے کہ جس کو لگتا ہے اس کو کم لگتا ہے جو قریب کا دیکھنے والا ہے اس کو زیادہ لگتا ہے۔ اس لئے اکثر وہ لوگ جو نظام جماعت پر تبصرے کرنے میں بے احتیاطی کرتے ہیں ان کی اولادوں کو کم و بیش ضرور نقصان پہنچتا ہے اور بعض ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جاتی ہیں۔ واقفین بچوں کو نہ صرف اس لحاظ سے بتانا چاہئے بلکہ یہ بھی سمجھانا چاہئے کہ اگر تمہیں کسی سے شکایت ہے خواہ تمہاری توقعات اس کے متعلق کتنی ہی عظیم کیوں نہ ہوں، اس کے نتیجہ میں تمہیں اپنے نفس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ر فروری ۱۹۸۹ء)

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔

خطبہ جمعہ

اپنی نمازوں کی طرف بھی مزید توجہ کریں اور اپنے بچوں کی نمازوں کی طرف بھی مزید توجہ کریں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۷؍ اکتوبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۷؍ اخاء ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم —

الحمدلله رب العٰلمين — الرحمٰن الرحيم — مٰلك يوم الدين — إياك نعبد و إياك نستعين —

اهدنا الصراط المستقيم — صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين—

﴿حافظوا على الصلوات والصلٰوة الوسطىٰ و قوموا لله قٰنتين﴾ (سورہ البقرہ آیت ۲۳۹)

یہ وہ آیت ہے جس کے مضمون سے متعلق میں گزشتہ خطبے میں روشنی ڈال چکا ہوں اور میں نے عرض کیا تھا کہ یہ سلسلہ ابھی آگے چلے گا۔ ﴿حافِظُوا على الصَّلَوات﴾ تمام نمازوں کی حفاظت کرو۔ یہ بنیادی حکم ہے۔ ﴿والصَّلٰوة الوُسطىٰ﴾ لیکن بیچ کی نماز کو بطور خاص یاد رکھو۔ یعنی حفاظت کا جہاں تک تعلق ہے بنیادی فرضیت کے اعتبار سے تمام نمازوں کی حفاظت یکساں فرض ہے۔ مگر بطور خاص جس نماز کی طرف توجہ دینے کا ارشاد ہے وہ نماز وسطیٰ یا صلوٰۃ وسطیٰ جس کو کہتے ہیں، وہ درمیانی نماز جو کاموں میں گھری ہوئی ہو۔ اس پہلو سے کچھ باتیں میں آپ سے عرض کر چکا ہوں کچھ اور باتیں میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے نماز کے متعلق ایک عمومی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، اور یہ حدیث بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ سے لی گئی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس نہر گزر رہی ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ بار نہائے تو اس کے جسم پر کوئی میل رہ جائے گی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کوئی میل نہیں رہے گی۔ آپؐ نے فرمایا یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے گناہ معاف کرتا ہے اور کمزوریاں دور کر دیتا ہے۔

اس میں کچھ باتیں توجہ طلب اور تشریح طلب ہیں۔ پہلی بات یہ کہ اگر گھر کی پڑھی جانے والی نمازیں مراد ہوتیں تو اس پر یہ مثال صادق نہیں آتی کہ جس کے گھر کے پاس ایک دائم نہر بہہ رہی ہو اور پانچ وقت وہ اس میں غوطے لگائے۔ اس سے میرے نزدیک اولین مراد یہ ہے کہ نماز باجماعت کی اہمیت واضح فرمائی گئی ہے۔ یعنی ایک ایسا شخص جس کے قریب ہی مسجد موجود ہو وہاں پانچ وقت جا کر روحانی غوطہ زنی کر سکے اور مسجد میں جا کر باجماعت نماز میں اپنے روحانی جسم کو خوب نہلائے دھلائے کیا ممکن ہے کہ ایسے شخص پر کوئی میل رہ جائے؟ اگر اس مثال کو نماز باجماعت پر ممتد نہ کریں تو پھر سقم یہ دکھائی دے گا کہ ہر گھر میں ساتھ کونسی نہر بہتی ہے۔ نہاتا تو وہ گھر کے اندر ہی ہے تو پھر یوں گھر میں سے نہر گزر رہی ہے۔ اس لئے بعض دفعہ روایت بیان کرنے والے اسی روایت کے ایک حصے میں بعض لفظ بھول جاتے ہیں اور مضمون کا ایک حصہ ایک اور طرف اشارہ کرتا رہتا ہے اور دوسرا حصہ ایک دوسری طرف اشارہ کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ پہلا حصہ بالکل واضح ہے اس میں ایک ذرہ بھی شک نہیں۔ اگر کسی کے گھر کے پاس نہر بہہ رہی ہو اور وہ گھر سے نکل کر اس نہر میں جائے، وہاں غوطہ زنی کرے تو ایسے شخص کو جو فرحت محسوس ہو سکتی ہے اور جس طرح اس کے جسم کے داغ دھل جائیں گے یہ بات ہمیشہ اسے تازہ دم رکھے گی اس کا جسم صاف ستھرا اور پاکیزہ رہے گا یہ اس روحانی حسن کی طرف اشارہ ہے جو مسجد میں جا کر ہی نصیب ہو سکتا ہے۔ اس کے معاً بعد جو یہ فرمایا کہ یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ مراد یہ تھی یا غالباً روایت کرنے والے سے چوک ہوئی یا رسول اللہ ﷺ نے یہ توقع رکھی کہ از خود لوگ سمجھ جائیں گے کہ اس سے کیا مراد ہے یہی مثال پانچ باجماعت نمازوں کی ہے۔ اگر لفظ 'باجماعت' اس میں داخل کر دیں یا داخل سمجھ لیں تو مضمون مکمل ہو جاتا ہے۔

اس پہلو سے جب میں نے مزید غور کیا تو مجھے معلوم یہ ہوا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا اپنا گھر مسجد کے ساتھ ہی تھا اور وہ اہم نمازیں جن میں عورتیں باجماعت شرکت کر سکتی تھیں مثلاً جمعہ کی نماز یا صبح کی نماز کے وقت آنحضرت ﷺ کی خواتین مبارکہ گھر میں بیٹھ کر باجماعت نماز نہیں پڑھا کرتی تھیں، مسجد میں آکر باجماعت نماز پڑھتی تھیں۔ جمعہ کے دوران بھی ایسا انتظام تھا کہ ان کے لئے الگ جگہ مقرر تھی جہاں وہ بے جھجک نماز پڑھ سکتی تھیں اور مردوں کی نظر چونکہ وہ پیچھے ہوتی تھیں ان کی طرف لوٹ کر نہیں پڑ سکتی تھی، مرد اپنی توجہ سامنے رکھتے تھے عورتیں پیچھے بیٹھی ہوتی تھیں اور جب خواتین اس حصے سے باہر نکل جاتیں تب مرد واپس لوٹا کرتے تھے۔ تو پردے کے مختلف انتظامات ممکن ہیں۔ آج کل ہم مسجد کے ایک حصے میں پردہ ڈال دیتے ہیں، ایک طرف مرد بیٹھ جاتے ہیں ایک طرف عورتیں۔ تو جو صورت بھی آپ اختیار کریں یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ اس حدیث کی روشنی میں جو عملاً آنحضرت ﷺ کی زندگی اور آپ کی خواتین مبارکہ کی زندگی کا نقشہ تھا وہ یہی تھا کہ باجماعت نمازوں میں اپنے گھر کو مسجد نہیں بناتی تھیں بلکہ باجماعت نماز میں گھروں سے نکل کر ساتھ مسجد میں داخل ہوا کرتی تھیں اور ایسی روایتیں بکثرت ہیں کہ ان کے کسی مزید ثبوت کی ضرورت نہیں۔ یہ مُسلّمہ روایتیں ہیں تمام امتِ مُسلمہ ان سے واقف ہے۔

پس دو نمازیں خصوصیت سے اس موقع پر قابل توجہ ہیں ایک جمعہ کی نماز اور ایک صبح کی نماز۔ ان دونوں نمازوں میں عورتوں کو حق ہے کہ اپنی ضرورتوں کو پیش نظر رکھیں، اپنی نسوانی حوائج کے پیش نظر وہ جو چاہیں طریق اختیار کریں ان سے پوچھا نہیں جا سکتا کہ فلاں نماز میں کیوں نہیں آئیں لیکن جن کو اللہ تعالیٰ اجازت دے اور جن کو ان کا نفس اس بات پر ابھارے کہ باوجود اس کے کہ یہ نفلی کام ہے میں مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ ادا کروں ان کے لئے انتظام ضروری ہے۔ پس یہ دو الگ الگ باتیں ہیں۔ عورتوں کے لئے فرض نہیں ہے کہ وہ جمعہ کی نماز باجماعت پڑھیں، عورتوں پر فرض نہیں ہے کہ وہ صبح کی نماز باجماعت ادا کریں لیکن یہ ایک نفلی کام ہے جس میں ان کو از خود یہ خواہش پیدا ہو سکتی ہے کہ یہ نماز بہت اعلیٰ درجے کی نماز ہے جو جماعت کے ساتھ ادا کی جائے اور اس پہلو سے ہمیں چاہئے کہ اس نماز میں شامل ہوں۔

اس مضمون میں اور بھی حدیثوں پر تفحص کیا تو یہ بات مجھ پر کھل گئی اور اس کے پیش نظر میں نے اپنے گھر کے ایک طریق کو اب بدل لیا ہے۔ بعض خواتین شاید حیران ہونگی کہ میں نے کیوں ان کا گھر میں اوپر جمعہ کی نماز کے لئے آنا بند کر دیا ہے۔ اس سے پہلے یہ رواج تھا کہ جمعہ کی نماز پر لاؤڈ سپیکر کے ذریعے ہمارے گھر میں اوپر ایک کمرے میں نماز میں شامل ہونے کا انتظام موجود تھا۔ میری بچیاں بھی اور بعض آنے والے مہمان بھی وہاں اکٹھے ہو کر میرے پیچھے باجماعت جمعہ پڑھ لیا کرتے تھے اور صبح کی نماز میں بھی یہ مسلسل دستور تھا کہ اگر کوئی چاہے تو پڑھ لے۔ اس حدیث پر غور کرنے کے نتیجے میں میں نے اس فیصلے کو بدل دیا ہے۔ یہ گھر ایسا ہے جس کے ساتھ نہر بہتی ہے یعنی نیچے باقاعدہ باجماعت نماز کا انتظام ہے اور دور دور سے خواتین آتی ہیں۔ تو جن کے گھر کے ساتھ بہتی ہو ان کا اولین فریضہ ہے کہ گھر چھوڑ کر نیچے اتریں اور باجماعت نماز میں اسی طرح حصہ لیں جیسے دوسری خواتین باجماعت نماز میں حصہ لے رہی ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ اب میں نے اس دستور کو بدل دیا ہے اور آنے والے مہمانوں کو جو پہلے یہاں آیا کرتے تھے ان سے درخواست کی ہے کہ بے شک ہمارے گھر تشریف لائیں مگر نماز پڑھنی ہو تو نیچے جائیں۔ میری بیٹیاں بھی نیچے اتریں گی اور سب کے ساتھ مل کر نماز پڑھیں گی۔

اس میں ایک دوسری حکمت یہ پیش نظر ہے کہ اگر کسی جگہ باجماعت نماز کا انتظام ہے تو اہل خانہ کا یہ حق نہیں ہے کہ بعض کو اجازت دے اور بعضوں کو نہ اجازت دے۔ ایسی صورت میں وہ کمرہ یا وہ جگہ جو اس کے لئے مخصوص کی گئی ہے وہ اللہ کے لئے ایک عبادتگاہ کا مقام اختیار کر لیتی ہے۔ 'المَسَاجِدُ لِلّٰه' مساجد اللہ

کے لئے ہیں۔ پس اگر وہاں باجماعت نماز اس طرح ہو رہی ہے کہ گویا یہ مسجد کے قائم مقام بن گئی تو پھر مجھے یا کسی اور کو یہ حق نہیں کہ دروازے پر پہرے دار کھڑے ہوں اور کہیں کہ یہ مسجد خاص خواتین کے لئے ہے وہی آسکتی ہیں اور عام خواتین کو یہ حق نہیں اور اسی طرح مردوں کو نہ سہی بچوں کو حق نہیں کہ وہ یہاں آئیں ۔اس لئے یہ سارا دستور غلط تھا اور نیکی نیتی پر مبنی تھا مگر تفحص کے بعد جو بات نکلی وہ یہ نکلی جواب میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہے۔

پس اپنے گھروں میں اگر آپ نے باجماعت نماز کے لئے انتظام کرنا ہے، جیساکہ میری ہدایت پر بہت سے جرمن گھروں میں یہ انتظام ہے، تو یاد رکھیں کہ پھر اس جگہ کو غیروں کے لئے ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اگر اندرونی نماز ہے تو وہ اور رنگ کی نماز ہے۔ ایک خاندانی نماز ہے جو آپ مل کر پڑھ سکتے ہیں لیکن اسے باجماعت نماز کا حقیقی قائم مقام قرار نہیں دیا جاسکتا جب تک وہ جگہ سب کے لئے کھلی نہ ہو۔ پس اس پہلو سے احباب اس صورت حال کو پیش نظر رکھیں۔ جن گھروں میں بھی باجماعت نماز کا ان معنوں میں انتظام ہے کہ علاقے کے لوگوں کے لئے مسجد دور ہے وہ وہاں اکٹھے ہو سکتے ہیں ان کو ہر گز کسی تفریق کا کوئی حق نہیں۔ پھر اس نماز پر جو بھی آئے گا اس کے لئے دروازہ کھلا رہنا چاہئے۔ لیکن اگر یہ مسجد کی قائم مقام نہیں بنائی جارہی، مسجد نہ ہونے کی وجہ سے، گھریلو مجبوری کی وجہ سے خاندانی نماز ہے تو اسے جس طرح چاہیں ادا کریں مگر وہ مسجد کی نماز کے قائم مقام نہین ہوگی۔ پس یہ ایک وضاحت تھی جو میں اس ضمن میں کھل کر کرنا چاہتا تھا۔ اب اگر وہ لوگ جن کو مسجد مہیا ہو یعنی اتنے فاصلے پر موجود ہو کہ وہ اس میں جا سکتے ہوں وہ اپنے بچوں کو بھی اس پر آمادہ کریں خود بھی جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی بہت اعلیٰ تربیت ہوگی اور آنحضرت ﷺ کی یہ ہدایت ان پر اطلاق پائے گی کہ روزانہ پانچ وقت ان کے جسموں کے داغ دھلتے رہیں گے۔

اس وضاحت کے بعد اب میں چند اور باتیں اسی سلسلے میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ ایک تو ضمنی بات ہے کہ ﴿حافِظُوا علی الصَّلواتِ﴾ اب جو لکھا ہوا میرے سامنے ہے یہ بالکل صاف 'صلوات' ہی پڑھا جاتا ہے۔ گزشتہ جمعہ پر جو تحریر میرے سامنے تھی چونکہ دماغ مضمون میں اٹکا ہوا تھا اس لئے ایک معروف بات بھی ذہن سے اتر گئی کہ 'الصلوات' ہے نہ کہ 'صلوٰۃ'۔ تو مجھے بعد میں لوگوں نے توجہ دلائی کہ آپ الصلوٰۃ پڑھتے رہے ہیں حالانکہ مجھے ویسے ہی یہ آیت یاد ہے ﴿حافِظُوا علی الصَّلواتِ﴾ ہی پڑھتا ہوں۔ لیکن اس وقت اس کاغذ کی وجہ سے جو میرے سامنے تھا جس میں "ت" مربوطہ تھی لمبی نہیں تھی۔ 'الصلوات' 'ت' مربوطہ سے بھی لکھی جاتی ہے یعنی یہ لفظ 'ۃ' مربوطہ سے بھی لکھا جاتا ہے لیکن اگر لمبی 'ت' ہو تو فوراً ہمیں سمجھ آجاتی ہے کہ اس کو 'صلوٰۃ' نہیں 'صلوات' پڑھنا ہے۔ وہاں چونکہ مربوطہ 'ۃ' لکھی ہوئی تھی اور جو حرکات ہیں وہ واضح نہیں تھیں اس لئے از خود بے خیالی میں میرے منہ سے 'الصلوٰۃ' ادا ہوتا رہا جس کا اس وقت مجھے پتہ نہیں چلا۔ بعد میں جیساکہ جماعت بڑی ہوشیار ہے اور باریک باتوں پر نظر رکھتی ہے بعض لوگوں نے بڑے ادب سے مگر وضاحت کے ساتھ توجہ دلائی کہ قرآن کریم کی آیت آپ 'الصلوٰۃ' پڑھ رہے تھے پہلے حصے میں، حالانکہ ﴿حافِظُوا علی الصَّلواتِ﴾ پڑھنا چاہئے تھا۔ یہ درست ہے اور اس وضاحت کے ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ پہلی کیسٹ میں جہاں جہاں بھی 'الصلوٰۃ' پڑھا گیا ہے اس کو درست کر دیں۔ اور اب جو میں نے صحیح پڑھا ہے یہ عبارت وہاں بیچ میں داخل کی جاسکتی ہے مگر ہمارے تاریخی ریکارڈ میں یہ تلاوت درست جانی چاہئے ﴿حافِظُوا علی الصَّلواتِ﴾ اپنی نمازوں کی حفاظت کرو ﴿والصَّلوٰۃِ الوُسطیٰ﴾، مضمون بنتا ہی اس طرح ہے۔ اور بالخصوص مرکزی نماز کی کیونکہ سب نمازوں میں اسے ایک غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔

(اس موقعہ پر حضور انورنے لب تر کرنے کے لئے گرم پانی طلب فرمایا اور اس سلسلہ میں منتظمین کو ضروری ہدایات سے نوازا ۔ پھر اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا)

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ صلوٰۃ وسطیٰ وہ مرکزی نماز ہے جس کی حفاظت کا بطور خاص ہمیں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اس نماز کی حفاظت کرلیں تو پھر ساری نمازوں کی حفاظت کرلیں گے۔ یہ نماز تمام دنیا میں اسی طرح اپنے وقت پر آتی ہے اور وقت پر آکر گزر جاتی ہے اور نہ توجہ دینے والے غافل رہتے ہیں اور اس بات اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک نماز کی طرف بھی توجہ اگر صحیح نہ ہو تو کوئی نماز بھی خدا حضور مقبول نہیں ہوتی۔ پس اس پہلو سے یہ بہت ہی ضروری ہے کہ ہم اپنی مرکزی نمازوں کی طرف کریں اور انہیں کھڑا کرنے کی کوشش کریں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ یہ لفظ "نمازوں کو کھڑا کرو" اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور اس پر پہلے بھی بار بار روشنی ڈال چکا ہوں کہ انسان نمازوں کو کھڑا کرتا ہے اس لئے کہ وہ گرنے کا رجحان رکھتی ہیں۔ یعنی ہر شخص جو اپنی نماز کو قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے بار بار اس کی توجہ پھرتی ہے اور مضمون سے ہٹتی ہے۔ جونہی وہ توجہ پھرتی ہے اور مرکزی مضمون سے ہٹتی ہے وہیں نماز گر جاتی ہے۔ جیسے بعض لوگ ہواؤں میں اپنا کپڑا سنبھال کر چلتے ہیں۔ بعض بچیاں جو ملاقات پہ آتی ہیں، چھوٹی بچیوں کو ماں باپ سمجھایا ہوا ہے سر ڈھانپ کے رکھو اور ان کی اوڑھنی سر سے گرتی رہتی ہے وہ پھر اونچا کرتی رہتی ہیں تو یہ گر اسی قسم کا ہے۔ نماز جن آداب کے ساتھ پڑھنی چاہئے ان آداب میں خلل واقع ہو جاتا ہے اور جونہی نما اپنے محل اور مقام سے گری وہیں اس کا فائدہ ختم ہو گیا۔ اور نماز کا فائدہ یہ تھا کہ آپ کو کھڑا کرے۔ پس یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں اور بظاہر ایک اندرونی تضاد ہے مگر کوئی تضاد نہیں ہے۔ حقیقت میں اسی کی نماز اسے قائم کر سکتی ہے۔ اور قرآن کریم نے ان لوگوں کا ذکر جو خدا کے سچے مخلص عبادت گزار بندے ہوں، 'قائمُون' اور 'قوّام' کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ **پہلے اپنی نمازوں کو کھڑا کرنا سیکھ لو پھر نمازیں تمہیں کھڑا کریں گی ۔ یہ ایک بنیادی امر ہے جس کو بھلانے کے نتیجے میں آپ کی کوئی دائمی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ نمازوں کو کھڑا کرو ان معنوں میں کہ جب بھی توجہ اس سے ہٹ کر ادھر بکھرے پھر اسے سمیٹو، پھر واپس نماز کی طرف لاؤ اور یہ وہ جدوجہد ہے جس میں آپ کو بعض دفعہ ساری زندگی کام کرنا پڑتا ہے۔** یہ ایک دفعہ کی جدوجہد نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیش کی جدوجہد ہے اور یہی وہ مرکزی روحانی حقیقت ہے جس کو نقصان پہنچانے کے لئے شیطان اتنی کوشش کرتا ہے کہ خود حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی نمازوں میں بھی آپ کی توجہ بکھیرنے کی کوشش کیا کرتا تھا "ینھی عبداً اذا صلّی" یعنی محمد رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو اس وقت کئی قسم کی شیطانی کوششیں ہوتی تھیں۔ آپ کو بعض دفعہ جسمانی تکلیفیں دی جاتی تھیں، بعض دفعہ شور ڈالا جاتا تھا یہاں تک کہ اونٹ کی اوجھڑیاں تک آپ کے اوپر پھینک دی گئیں تاکہ آپ کی توجہ ہٹ جائے اور بڑی عظیم جدوجہد کے ساتھ آپ نماز پر توجہ رکھنے کی کوشش فرماتے تھے۔

پس یہ وہ مسئلہ ہے جس کا آغاز عام انسان سے، جو خدا کی خاطر نمازوں کو قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے، شروع ہو کر اسی عبد کی طرف وہاں تک چلتا ہے جو عبد کامل ہے جس نے سب سے اعلیٰ نمازوں کا حق ادا کیا۔ پس ان توجہ بکھیرنے والی چیزوں سے ان معنوں میں آپ بیزار نہ ہوں کہ یہ کیا مصیبت گلے پڑ گئی ہے۔ دراصل یہ مصیبت اس لئے گلے پڑی ہے کہ جتنا آپ اس کو ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں صحیح معنوں میں اس وقت آپ خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ پس جتنے ارد گرد سے شور و غوغا کی آوازیں اٹھتی ہیں اور آپ کی نماز میں حائل ہوتی ہیں یہ آوازیں دراصل نفس کے ان تعلقات کی آوازیں ہیں جو دنیا میں پھیلے پڑے ہیں اور غیروں کو سنائی نہیں دیتیں۔ گویا عبادت کرنے والا جانتا ہے کہ جب بھی وہ خدا کی طرف توجہ پھیرنی چاہے تو دنیا کے الجھاؤ اسے اپنی طرف بلاتے ہیں اور کھینچ لے جاتے ہیں۔ ہزار باتیں جن میں ان کو دلچسپی ہوتی ہے وہ نظر کے سامنے آجاتی ہیں اور توجہ خدا کی طرف سے ہٹ کر ان کی طرف چلی جاتی ہے۔ ان سب جگہوں سے اکھیڑنا یعنی ان تعلقات کو اکھیڑنا جو مادی دنیا سے آپ کو وابستہ رکھ رہے ہیں یہ نماز کا کام ہے اگر آپ نماز کی حفاظت کی طرف توجہ کریں گے۔ جب آپ توجہ کریں گے اور ایک ایک کر کے ان تعلقات کو توڑ دیں گے اور جڑوں سے اکھیڑیں گے اور خدا کے لئے اپنے نفس کو خالص کرتے رہیں گے یہ کوشش ہے جس کوشش میں نماز آپ کو کھڑا کرتی ہے۔ یعنی یہ کوشش اپنی ذات میں آپ کو کھڑا کرنے کی کوشش ہے۔ پس ایک معنے میں آپ نمازوں کو کھڑا کرتے ہیں اور بعینہ اسی وقت یہ نمازیں آپ کو کھڑا کر رہی ہوتی ہیں۔ پس سننے میں یہ تضاد ہے یا بعض لوگوں کے دیکھنے میں یہ تضاد ہوگا۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ نماز کو کھڑا کرنا یا نماز کا آپ کو کھڑا کرنا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔

پس اس پہلو سے مستعد ہو جائیں۔ **اپنی نمازوں کی طرف بھی مزید**

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

توجه کریں اور اپنے بچوں کی نمازوں کی طرف بھی مزید توجه کریں۔ ان کو سمجھائیں که نمازیں حکمت رکھتی ہیں اور یه دوسرا پہلو ایسا ہے جو نماز کو کھڑا کرنے میں آپ کا بہت ممد ثابت ہوگا۔ اگر کسی چیز کی اہمیت واضح ہو جائے، اگر کسی چیز کے فوائد کا علم ہو تو از خود انسان کی توجہ اس طرف مبذول ہو جایا کرتی ہے۔ جن لوگوں کی نمازیں زیادہ گرتی ہیں وہ درحقیقت زیادہ کم علم ہیں یعنی ان کو حقیقت میں نماز کے فوائد کا علم نہیں ہوتا اور نہ ان فوائد سے وہ لذت یاب ہوتے ہیں۔ پس جب ذاتی طور پر ایک چیز کے اندر جو افادیت خدا نے رکھی ہے اس کا علم ہو جائے، اس کا حقیقی عرفان ہو جائے اور اس افادیت سے آپ خود فائدہ اٹھائیں تو توجہ بکھیرنے والے عوامل از خود چھوڑ جاتے ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ پس یہ طریق کار ہے جس کے ذریعے توجہ کو مبذول کرنا ضروری ہے۔

اول جیساکہ میں نے بیان کیا کوشش کریں۔ کوشش سے بھی کسی حد تک یہ مسئلہ حل ہوتا رہتا ہے لیکن اس بات کی کیوں نہ کوشش کریں کہ مصنوعی کوشش کی ضرورت نہ پڑے۔ از خود دل ایک طرف سے تعلق توڑ کر دوسری طرف منتقل ہو جائے۔ یہ وہ دوسرا پہلو ہے جسے انبیاء اختیار کیا کرتے ہیں۔ اور انبیاء کی متابعت میں ان کے خالص وفادار غلام اختیار کرتے ہیں۔ یعنی نماز میں پہلے اپنے دل اٹکاتے ہیں اور نماز میں دل کا اٹکنا خدا سے دل اٹکنے کا دوسرا نام ہے۔ خدا کی ذات، اس کی اعلیٰ صفات پر اگر غور کیا جائے اور اپنے بچوں کو بھی اس غور کے نتائج سے آگاہ کریں یعنی اپنے غور کے نتیجوں سے اپنے بچوں کو بھی ساتھ ساتھ واقف کرایا کریں، ان کو علم ہو کہ اللہ کی ذات میں وہ کون سی ایسی باتیں ہیں جو از خود فطرت کو کھینچنے والی ہیں۔ اگر ان کو علم ہو جائے، اگر یہ سفر کی دوسری منزل جیساکہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے طے فرمائی تھی آپ بھی طے کرنے لگیں تو ایک بڑا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

اس ضمن میں یاد رکھنا چاہئے کہ نماز شروع ہوتے ہی وہ تمام باتیں جو ہم نماز میں کرتے ہیں ان میں سے ہر ایک اپنی ذات میں ایک بے مثل قیمتی موتی کی طرح ہے جس کے علم کے ساتھ ہی آپ کی لازماً توجہ اس کی طرف ہو جائے گی۔ اگر آپ کے پاس مختلف کنکر پتھر پڑے ہوں اور آپ کو پتہ نہ ہو کہ ان میں سے موتی کون سا ہے تو آپ پتھر کنکروں پر وہی نظر ڈالیں گے جو پتھر کنکروں پر ڈالی جاتی ہے اور ہرگز آپ کو کوئی دلچسپی اس میں نہیں ہو سکتی۔ ان پتھر کنکروں سے نظر ہٹ کر اپنی جیب کے چند پیسوں کی طرف جا سکتی ہے جو چند پیسے ہیں مگر جن کو آپ پتھر کنکر دیکھ رہے ہیں ان سے بہر حال بہتر ہیں۔ لیکن اگر ان میں اچانک وہ موتی دکھائی دینے لگیں جو اپنی چمک دمک میں بے مثل ہوں تو جیب میں خواہ سونے کی ڈلیاں بھی پڑی ہوں تب بھی آپ اس قیمتی موتی کی طرف دوڑیں گے اور اسی پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کریں گے، اسے اپنانے کی کوشش کریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی تشریحات میں ایسے قیمتی معارف کو جواہر کے طور پر پیش کیا ہے، موتیوں کے طور پر پیش کیا ہے۔ چمکتے ہوئے موتی ہیں جو اپنی طرف توجہ کو کھینچ رہے ہیں۔ پس اس پہلو سے جیساکہ میں نے عرض کیا اگر آپ نماز کے الفاظ پر غور کرنا شروع کریں تو غور کے بعد وہ الفاظ جو سرسری الفاظ تھے جیسے کنکر پتھر ہوں ان الفاظ کی ہیئت بدلنے لگے گی۔ ان پر غور کے نتیجے میں آپ کو حیرت انگیز معارف نصیب ہونگے اور وہ معارف ان کی اہمیت آپ کے دل میں بڑھائیں گے، یہاں تک کہ جب ان معارف کو ذہن نشین کر کے آپ پھر وہ الفاظ دہرایا کریں گے تو اس کے مقابل پر دوسرے خیالات آپ کی توجہ پھیرنے کی اہلیت چھوڑ دیں گے، ان میں طاقت ہی نہیں ہوگی کہ ان معارف کے مقابل پر آپ کی توجہ اپنی طرف کھینچ سکیں۔ یہ وہ علم کے حصول کا مرحلہ ہے جس کی طرف جماعت کو خصوصیت سے توجہ دینی چاہئے اور اس توجہ میں نماز سے متعلق جتنی بھی احادیث نبوی ہیں ان پر غور و خوض شروع کریں اور سرسری نظر سے ان کو نہ پڑھا کریں بلکہ غور سے دیکھا کریں کہ کیا مراد ہے۔ مثلاً آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دو نمازوں کے دوران بھی میرا دل نماز ہی میں اٹکا رہتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نماز سے اتنا لطف آیا کہ دو نمازوں کے درمیان اسی لطف میں دل محو رہا اور اگلی نماز نے پھر آپ کو بڑے زور سے کھینچا۔ یہ ایسی کیفیت ہے جیسے آپ کو دو کھانے نصیب ہوں یعنی دوپہر کا اور رات کا اور دونوں بہت ہی مزے کے ہوں۔ پہلا کھانا کھا کر اگر یقین ہو کہ ویسا ہی لطف دوبارہ آنا ہے تو ایک رنگ میں توجہ دوسرے کھانے کی طرف بھی مبذول رہتی ہے اور اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہوئے دماغ میں یہ خیال آتا رہتا ہے، مزے مزے کا خیال کہ جب ہم فارغ ہونگے تو پھر ایک دفعہ کھائیں گے اور جو دل کا اٹکنا ہے وہ دنیا کے کاموں کو یہ توفیق نہیں دیتا کہ اس سے توجہ کلیۃً پھیر سکیں۔ آپ دنیا کمانے میں مصروف ہونگے آپ کئی قسم کے مشاغل میں مصروف ہونگے لیکن وہ لذت جو پہلے آئی تھی یعنی پہلی دفعہ کھانا کھانے کی اگر علم ہو کہ سب باتوں سے تھک کر جب میں واپس گھر لوٹوں گا پھر وہی لذت مجھے دوبارہ نصیب ہوگی تو دل اس میں اس طرح اٹکے گا کہ دنیا کے مشاغل اور کام آپ کو اپنی طرف اس طرح نہیں کھینچ سکتے کہ اپنا کھانا پینا بھول جائیں۔ بعض دفعہ انسان کھانا پینا بھی بھولتا ہے مگر اس کے محرکات اور ہیں۔ اس کے متعلق میں پہلے بھی غالباً روشنی ڈال چکا ہوں لیکن اس وقت میں اس خطبے میں ان کو نہیں لینا چاہتا۔ وہ اپنی ذات میں ایسی اہمیت اختیار کر جایا کرتے ہیں کہ وہ محرکات پھر انسان کی بنیادی ضرورتوں میں بھی حائل ہو جاتے ہیں لیکن ان باتوں کو سر دست چھوڑ دیجئے، اس بات کی طرف واپس آئیں کہ اگر آپ نے نماز میں دل اٹکانا ہے تو نماز میں لذت یابی ضروری ہے۔

اس سلسلے میں یہ معلومات میں آپ کو مہیا کرتا ہوں کہ پچھلے چند اسباق سے میں نے اردو کلاس میں نماز سے متعلق یہ گفتگو شروع کی ہے اور ان کو اس طرح سمجھا رہا ہوں جیسے میں شروع سے ہی مختلف وقتوں میں اپنے بچوں کو سمجھانے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ ان کو نماز کی اہمیت کے متعلق سمجھا رہا ہوں لیکن اگر آپ اس اردو کلاس کا مشاہدہ کریں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہونگے کہ بچے اس سمجھانے کے نتیجے میں اکتائے نہیں بلکہ اور بھی زیادہ توجہ سے وہ اردو کلاس میں دلچسپی لینے لگے ہیں یعنی جو باتیں میں ان کو سمجھاتا ہوں، جس طریق پر ان کو سمجھاتا ہوں وہ ایسی ہیں کہ کہانیوں سے زیادہ ان کے لئے دلچسپ ہیں اور اللہ تعالیٰ کا عرفان اور آنحضرت ﷺ نے جس طرح نماز پڑھنے کے سلیقے ہمیں سکھائے ہیں وہ جاننے کے نتیجے میں بسا اوقات میری نظر پڑتی ہے تو ان کے چہرے چمک دمک رہے ہوتے ہیں، خوشی کے ساتھ اور ذاتی تعلق کے نتیجے میں ایسے کھلکھلا اٹھتے ہیں کہ مجھے اس سے تسکین ملتی ہے کہ ان بچوں کو دونوں باتیں بیک وقت میسر ہیں، اردو کلاس کی دلچسپی بھی اور نماز کا عرفان بھی ساتھ ساتھ نصیب ہو رہا ہے۔ یہ کلاسیں ابھی کچھ عرصہ اسی طریقے پر چلیں گی کیونکہ میری عادت ہے کہ ان اسباق میں میں ارد گرد کی باتیں بھی ساتھ ساتھ بتاتا چلتا ہوں تاکہ نماز کے گرد عرفان الٰہی کے لئے جو دنیا کا ماحول ہے وہ بھی ساتھ قائم ہو کر اسی طرح آگے بڑھے اور بچوں کو یہ محسوس نہ ہو کہ کوئی ہمیں ایسا لیکچر دے رہا ہے جس کو ہماری طبیعت قبول نہیں کرتی۔ اور چونکہ اردو بھی سکھانی ہے اس لئے نماز کے تعلق میں جہاں بھی موقع ہاتھ آتا ہے بعض اردو محاوروں کی تشریح میں میں بظاہر توجہ دوسری طرف پھیر دیتا ہوں لیکن وہ محاورے اگر ان کو سمجھ نہ آئیں تو نماز کا عرفان بھی ساتھ نہیں آئے گا۔ پس یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے اس طرح اٹک گئی ہیں کہ ایک آگے بڑھتی ہے تو دوسری بھی آگے بڑھتی ہے اور دیکھنے والا بعض دفعہ محسوس بھی نہیں کرے گا کہ نماز سکھائی جا رہی ہے کیونکہ اس کے بعض حصے، اردو کلاس کے، نماز سے ہٹ کر لفظوں کے معانی، ان کی تشریحات اور قانون قدرت کے متعلق بعض ایسی باتیں بتانے میں صرف ہو جاتے ہیں کہ وقتی طور پر انسان سمجھتا ہے کہ میں اصل مضمون سے ہٹ گیا ہوں۔ جب پھر میں واپس آتا ہوں اس وقت وہ سمجھتے ہیں کہ اصل سے ہٹے بغیر جو اردو کلاس کے اپنے تقاضے تھے وہ بھی پورے ہو رہے ہیں۔ پس آپ کی ان دلچسپیوں میں کمی نہیں آئے گی جن دلچسپیوں کی وجہ سے آپ پہلے اردو کلاس دیکھا کرتے تھے۔ وہ دلچسپیاں اپنی جگہ قائم رہیں گی۔ انشاء اللہ ان میں ذرہ بھر فرق نہیں آئے گا۔ اور جو میں نے ایک دفعہ عرض کیا تھا کہ یہ اردو مائدہ کلاس ہے اس میں دستر خوان بھی بچھتا ہے اور کچھ کھانے پینے کی چیزیں بھی ملتی ہیں وہ سلسلے بند نہیں ہونگے۔ وہ نماز کے ساتھ ساتھ جیسے روحانی غذا نصیب ہو رہی ہوگی کچھ جسمانی غذا بھی ساتھ ساتھ جاری رہے گی۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ خطبات میں جن تفصیلات کو میں بیان نہ کروں اور جن کو مستقل بیان کرنا مشکل ہے اس لئے کہ میں اس سے پہلے یہ باتیں بیان کر بھی چکا ہوں، بعض دفعہ درسوں میں بیان کر چکا ہوں اور اس مضمون کو اب مسلسل آگے نہیں بڑھایا جا سکتا تو یہ جو کمزوری پیدا ہوئی ہے کہ خطبہ جمعہ میں ہمیشہ، مسلسل نماز کا ذکر نہیں کیا جا سکتا اس کا ایک ازالہ ہے جو اردو کلاس میں کیا جا رہا ہے۔ اس لئے آپ لوگ اب اس کو بھی نماز کے

SATELLITE WAREHOUSE
Muslim TV AHMADIYYA
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More
Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY
Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

اسباق کا حصہ سمجھیں اور آئندہ جب دیکھیں تو اس خیال سے دیکھیں کہ آپ کے دینی علم میں بھی اضافہ ہوگا اور نماز کی حقیقت کئی طریق پر پہلو بدل بدل کر آپ کے سامنے پیش کی جائے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ نماز کے آغاز سے لے کر بالآخر السلام علیکم تک جو مضامین اس میں مخفی ہیں، جن کا علم آپ کے لئے ضروری ہے، جن کے علم میں آپ کو دلچسپی رہے گی اور دلچسپی مسلسل آگے بڑھتی چلی جائے گی، وہ معاملہ اب اردو کلاس کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اس کے ذریعہ آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ نہ دلچسپی میں کمی آئے گی، نہ ان اہم امور کا علم حاصل کرنے میں آپ کو کوئی کمی محسوس ہوگی۔ اس خطبہ جمعہ میں اس تفصیل کو میں نے اس لئے کھول دیا ہے تاکہ اب جو باتیں میں آپ کے سامنے تفصیل سے نہیں رکھوں گا آپ یہ نہ سمجھیں کہ انہیں نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

نماز میں دلچسپی کے لئے یہ مرکزی بات ہے جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ **نماز کا عرفان حاصل کرنا ضروری ہے اور یہ عرفان ہے جو دنیا سے آپ کی توجہ پھیر سکتا ہے اور نماز کی طرف مبذول کرا سکتا ہے** کیونکہ عرفان اپنی نوعیت میں ایسی طاقت ہے جس کا دنیا کی طاقتیں مقابلہ نہیں کر سکتیں کیونکہ یہ فطرت کے مطابق ہے۔ جس چیز کا آپ کو حقیقی عرفان نصیب ہو کہ اس میں میری ذات کے لئے فائدہ ہے، میری روح کے لئے لذت ہے وہ حقیقی عرفان خود اس بات کا ضامن ہو جاتا ہے کہ آپ اپنی توجہ اسی طرف رکھیں۔ یہ کہنا آسان ہے مگر یہ کرنا اس لئے مشکل ہے کہ بعض دفعہ دو دھارے بیک وقت بہتے ہیں اور ہر ایک کے تقاضے اپنے اپنے رہتے ہیں۔ پہلے ہی دن سے انسان کامل عارف بندہ نہیں بن سکتا، بڑی لمبی محنتوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

پس یہ خیال کر لینا کہ اردو کلاس سن لیں یا چند خطبے سن لیں تو اچانک آپ اپنے مقام کے آخری مرتبے تک پہنچ جائیں گے اور ساری توجہات نماز کی طرف پھر جائیں گی۔ اس خیال کو دل سے نکال دیں۔ لیکن جو باتیں میں بیان کر رہا ہوں آپ کے لئے ممد ثابت ہونگی، آپ کے لئے مفید ثابت ہونگی اور آہستہ آہستہ آپ کی نماز کا مزاج بدلنا شروع ہوگا اور یہ بلند تر ہونے لگے گا اور آہستہ آہستہ آپکو نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضور ایسی مناجات کی توفیق ملے گی جو پہلے نہیں ملتی تھی اور لذت کے مقامات کچھ بڑھیں گے جو رفتہ رفتہ اور ایسے مقامات پیدا کرنا شروع کریں گے۔ یعنی بعض جگہ ایسے نقطے بن جائیں گے جن میں آپ کی دلچسپی ہمیشہ قائم رہے گی۔ وہ نقاط رفتہ رفتہ پھیلنے لگیں گے، وہ آپ کے دل کی سطح پر قبضہ کرنے لگیں گے۔ جوں جوں وہ آگے بڑھیں گے اور پھیلیں گے اور آپ کے دل میں مزید اللہ تعالیٰ سے تعلق کے مقامات پیدا ہونے شروع ہونگے آپ کی نماز کا عرفان بڑھتا چلا جائیگا اور بالآخر، اس میں جب میں بالآخر کہتا ہوں تو حقیقت یہ ہے کہ مضمون کا کوئی آخر نہیں مگر انسان کا ایک آخر ہے، بالآخر آپ اس صورت میں اپنے رب کے حضور حاضر ہو سکتے ہیں کہ آپ کا سفر خدا کی طرف تھا اور خدا کو چھوڑ کر دنیا کی طرف نہیں تھا۔ اگرچہ تمام تر سفر تو انسان کے لئے ممکن ہی نہیں کہ خدا کی ذات لامحدود ہے۔ مگر یہ ممکن ہے کہ رخ خدا کی طرف ہو اور اس رخ کے دوران چاہے آپ آہستہ چلیں، چاہے تیز چلیں مگر خدا کی جانب آپ اپنے آپ کو بڑھتا ہوا اور قریب ہوتا ہوا محسوس کرنے لگیں۔ لیکن عرفان کا درجہ کمال تو مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ یہ خیال کہ آنحضرت ﷺ جس عرفان کی حالت میں خدا کے حضور حاضر ہوئے تھے اب تک اسی عرفان کی حالت میں ہیں یہ انتہائی جاہلانہ اور ہتک آمیز خیال ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ کی عزت افزائی نہیں، نہ خدا کی توحید کا حق ادا کرنے کے مترادف ہے۔ توحید باری تعالیٰ اور اس کا لامتناہی ہونا یہ تقاضا کرتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے وصال کے وقت تک جو عرفان حاصل کیا تھا وہ عرفان ٹھہرے گا نہیں اور کبھی بھی نہیں ٹھہرے گا۔ وفات کے بعد خدا کی ذات میں آپ کا سفر جاری رہے گا اور آپ کے مرتبوں کی بلندی کی دعائیں جو ہمیں سکھائی گئی ہیں ہم کرتے رہیں گے اور یہ دعائیں اپنی ذات میں ضروری ہوں یا نہ ہوں آپؐ کے مرتبے ہر حال میں بڑھتے ہی چلے جائیں گے۔ پس یہی حال ہم عاجز بندوں کا ہے۔ ہم اپنے مرنے تک جس سفر کو اختیار کر سکتے ہیں وہ خدا کی طرف قریب ہونے کا سفر ہے، خدا کو پوری طرح پالینے کا سفر ہے۔ جو ہمارے سفر کا منتہیٰ ہے وہ ایک ایسی ذات ہے جو ختم نہ ہونے والی ذات ہے، لامتناہی ذات ہے اور ایسی لامتناہی ذات ہے کہ انسانی ذہن عاجز آجاتا ہے لیکن اس کی کنہہ کو سمجھ نہیں سکتا۔ یہ خیال دل سے نکال دیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی کنہہ کو سمجھ سکتے ہیں۔ "لیس کمثلہ شیءٌ" اس جیسی کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ یعنی جو بھی مخلوقات ہیں وہ خالق کی پیدا کردہ ہونے کی وجہ سے خالق کا رنگ رکھتی ہیں مگر خود خالق نہیں۔ اس لئے مخلوق اور خالق میں ایک فرق ایسا رہے گا جسے مخلوق سمجھ نہیں سکتی کیونکہ اس نے جو بھی دیکھی ہے مخلوق دیکھی ہے، اپنے جیسے دیکھے ہیں اور اپنی مخلوق کے اندر خالق کوئی نہیں دیکھا اور خالق اس سے مخفی رہتا ہے جس طرح ہر آرٹ سے اس کا آرٹسٹ مخفی رہتا ہے۔ بڑی سے بڑی تصویر اٹھا کر دیکھ لیں جو دنیا میں بہت شہرت اختیار کر گئی ہو اس تصویر کو اگر شعور بھی ہو تو وہ جس دماغ نے اس کو جنم دیا، جس نے پیدا کیا، جن ہاتھوں نے وہ عکاسی کی وہ اس کو نہیں سمجھ سکتے وہ اور چیز ہیں۔ مخلوق اور ہے خالق اور ہے۔ پس یہی وجہ ہے کہ فلسفیوں نے بہت زور مارے لیکن خدا تعالیٰ کی کنہہ کو نہ پا سکے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض قدیم چوٹی کے فلسفی اس مسئلے کو سمجھ گئے کہ خدا کی ذات کا سمجھنا مخلوق کے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔ اس پہلو سے اس کی ذات الگ رہے گی۔ مگر وہ صفات جو تخلیق میں جلوہ گر ہو چکی ہیں ان کو سمجھنا ہمارے لئے ممکن ہے اور انہی صفات کو سمجھنے کے حوالے سے ہمارا سفر آگے بڑھتا جائے گا یہ"۔ تک لہ وہ مخفی در مخفی ذات اپنے بعض اور جلوے دکھائے اور ان جلووں میں ہمارا سفر اس کی طرف پھر ہمیشہ آگے بڑھنے لگے۔

یہ دنیا اور آخرت کا سفر ہے جسے ہم نے اختیار کرنا ہے مگر اگر باشعور طور پر اس سفر کے حقائق کو سمجھتے ہوئے اس دنیا میں ہم اس کا آغاز نہ کریں تو آخرت میں بھی یہ سفر نصیب نہیں ہوگا۔ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔ پس اس حقیقت کی طرف آنکھیں کھولنے کے لئے، ساری جماعت کی آنکھیں کھولنے کے لئے میں بار بار نماز کی اہمیت کی طرف آپ کو متوجہ کر رہا ہوں۔ ان معنوں میں نماز کو سمجھیں اور اپنے گھروں میں، اپنے بچوں میں، اپنی بیویوں کو نماز سمجھائیں اور وہ آگے پھر آئندہ نسلوں کو سمجھائیں۔ اگر نماز کا مضمون جماعت پر روشن ہو کر ان کے وجود کا حصہ بن جائے تو پھر اطمینان سے جان دے سکتے ہیں یہ سوچتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق بخشی کہ دور تک آئندہ نسلوں کو خدا کی راہ پہ ڈال چکے ہیں۔ شیطان انہیں ورغلاتا رہے گا اور ورغلانے کی کوشش کرتا رہے گا، آپ کو بھی ورغلاتا رہے گا، آپ کو بھی ورغلانے کی کوشش کرتا رہے گا مگر ہمت اور کوشش سے اپنی نماز کو کھڑا کرتے چلے جانا ہے۔ یہ کھڑا کرتے چلے جانا وہ توفیق ہے جو ہمیں نصیب ہے۔ پوری طرح کھڑا کر دینا ہمیں توفیق نہیں۔ اس لئے اس کا آخری پہلو دعا پر ٹوٹتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ان ساری کوششوں میں دعا کرنا جو نماز کے دوران ہی نہ ہو بلکہ نماز کے بعد کے حصوں پر بھی حاوی ہو یہ بنیادی حقیقت ہے جس سے روگردانی ہمیں ان معارف کو حاصل کرنے میں روک بن جائے گی۔ دعا سے روگردانی کسی حالت میں نہیں کرنی۔ دعائیں کریں۔ اپنی ذات کے لئے بالارادہ دعائیں کریں اور روزانہ دعائیں کریں۔ اگر آپ دعائیں نہیں کریں گے تو آپ کو نماز کی طرف توجہ ہی پیدا نہیں ہوگی۔ دعاؤں کے ذریعے اس توجہ کو نمایاں کریں۔ اور جوں جوں آپ کی دعا مقبول ہوگی، دل سے اٹھتے ہوئے آپ کے دل پر ایک اثر چھوڑتی چلی جائے گی جو اس کے اٹھنے کا ایک نقش ہے۔ جس طرح سمندر سے ہوائیں اٹھتی ہیں ان میں بجلی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن وہ اٹھتی ہیں تو پیچھے رہنے والے پانی میں بھی بجلی پیدا کر دیتی ہیں اور یہ قانون قدرت ہے جو ہمارا حوصلہ بڑھاتا ہے۔

پس حقیقت دعا ایک بہت گہرا مضمون ہے۔ اس کی مقبولیت کے متعلق اس وقت تفصیل میں جانے کا وقت نہیں مگر ایک بات میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ دعا جو دل سے اٹھے وہ اٹھتے ہوئے اپنی مقبولیت کا ایک نشان پیچھے چھوڑ جاتی ہے اور وہ نشان آپ کی امانت ہے۔ وہ نشان آپ کے حوصلے بڑھانے والا ہے۔ وہ نشان آپ کا یقین بڑھانے والا ہے کہ آپ نے دعا مانگی تھی اخلاص سے مانگی تھی اور اس کا ایک نیک اثر آپ کے دل پر قائم ہو چکا ہے۔ پس اس طرح کی دعائیں جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے آپ کی دنیا بھی سنوار دیں گی اور آپ کی عاقبت بھی سنوار دیں گی۔ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہر پہلو سے ہماری نمازیں خالصۃً للہ ہو جائیں، اسی کے لئے وقف رہیں اور ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کو بھی اپنے اسی نیک راہ پر قائم رکھے۔

اس ضمن میں جو دوسری احادیث میں نے چنی تھیں ان کو پڑھنے کا زیادہ وقت تو نہیں رہا لیکن ایک روزمرہ کی ایسی عام حقیقت ہے جو ہمارے سامنے رہنی چاہئے کہ بعض دفعہ قلبی توجہات کے سوا جسمانی توجہات بھی نماز میں مخل ہو جاتی ہیں یا جسمانی حوائج بھی نماز میں مخل ہو جاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف بھی متوجہ فرمایا ہے۔ مثلاً ایک یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث مسلم کتاب الصلوٰۃ سے لی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو حضرت عائشہؓ نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب دستر خوان بچھ

فرانس کے کاروباری احباب کی توجہ کے لئے

اگر کوئی احمدی فرانس میں شیز ان کی ایجنسی آسان شرائط پر لینا چاہتے ہوں تو ہم سے رابطہ کریں۔
رقم کی ادائیگی ڈالر یا پاؤنڈ کی صورت میں پیشگی لی جائے گی۔ پورے یا نصف کنٹینر کا آرڈر دینا ضروری ہوگا

Muhammad Suleman Tariq

13 Portman Gardens, Hillingdon Middx. VB10 9NT

Tel: 01895-234-525 Fax: 01895-234-155

جائے اور کھانا چن لیا جائے تو نماز شروع کرنا اسے خراب کرنے کے مترادف ہے۔

جب دستر خوان بچھ جائے اور کھانا چن لیا جائے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس وقت اس کو اہمیت دو اور نماز کو چھوڑ دو۔ یہ نصیحت ہے کہ ایسے وقت میں دستر خوان نہ بچھایا کرو جو نماز کا وقت ہوا کرتا ہے ورنہ آدھی توجہ تمہاری دستر خوان پر رہے گی اور آدھی نماز کی طرف رہے گی۔ تو بعض لوگ اس کا مطلب اور لے لیتے ہیں کہ نہیں نہیں رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ آرام سے کھانا کھاؤ نماز دیکھی جائے گی۔ ہر گز آنحضرت ﷺ کا یہ حکم نہیں ہے۔ یہ حوائج ضروریہ ہیں جو اگر ایسے وقت میں آئیں کہ نماز کا وقت ہو تو لازماً دخل انداز ہوں گی۔ جو ہمارے بس میں ہے وہ تو اختیار کریں۔ اور اگلی بات رسول اللہ ﷺ نے وہ فرمائی ہے جو ہمارے بس میں نہیں اور اس کی پہلی مثال پر مزید روشنی ڈالتی ہے۔ اسی طرح اگر دو خبیث چیزیں یعنی بول و براز کی حاجت اسے روک رہی ہو تو بھی نماز پڑھنا بے معنی ہے۔ اب آپ دیکھ لیں کہ یہ جو حاجات ہیں یہ از خود اٹھتی ہیں اور انسان کا نفس اسے بتا دیتا ہے کہ جب تک ان سے فارغ نہ ہوں میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ تو اتنا حصہ ایک مجبوری کے تحت ہے کیونکہ ان حاجات کا پیدا ہونا انسان کے بس میں نہیں ہے۔ اگر اس وقت ان حاجات سے فارغ ہوئے بغیر نماز کی طرف جائے گا تو اس کی نماز بے معنی ہو جائے گی، توجہ نماز میں قائم رہ ہی نہیں سکتی۔ تو آنحضرت ﷺ نے دو باتوں کو آپس میں عجیب طریق سے باندھا ہے۔ ایک کھانا اور ایک اس کھانے کا انجام۔ جو انجام ہے وہ تو ہمارے بس میں نہیں ہے اس میں تو کوشش کرنی چاہئے جلد سے جلد اس سے فارغ ہو اور پھر نماز کی طرف جاؤ۔ لیکن جو آغاز ہے، جو وہ انجام پیدا کرتا ہے وہ ہمارے بس میں ہے۔

پس ایسے وقت میں کھانوں کے اوقات نہ رکھو جو نماز سے ٹکرائیں۔ اور عادت ڈالو اور بچوں میں بھی یہ عادت پختہ کرنے کی کوشش کرو کہ ان کے کھانے پینے کی عادات نماز سے ٹکرانے والی نہ ہوں۔ اس طریق پر انشاء اللہ تعالیٰ وہ ظاہری محرکات جو نماز میں مخل ہوتے ہیں ان سے بھی آپ چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔

☆......☆......☆

گوتھن برگ (سویڈن) کی مرکزی لائبریری میں
نسلی اور مذہبی منافرت پر جماعتی سمپوزیم کا انعقاد

بفضلہ تعالیٰ امسال بھی جماعت احمدیہ سویڈن کو مرکزی لائبریری گوتھن برگ کے خوبصورت ہال میں کامیاب سمپوزیم منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس سال کے لئے موضوع Discrimination تھا۔ دو اخباروں نے اس سمپوزیم کے انعقاد کا اعلان کیا اور سویڈش احباب و خواتین نے کثرت سے اس میں شمولیت کی۔

مقررین میں مذہبی اور سیاسی لیڈر اور یونیورسٹی کے پروفیسران شامل تھے۔ صدارت کے فرائض تاریخ ادیان کے پروفیسر Gudmar Aneer نے ادا کئے۔

مکرم و محترم محمود احمد صاحب شمس امیر جماعت احمدیہ سویڈن نے اپنی افتتاحی تقریر میں جلسہ کی غرض و غایت بیان کی اور اس امر پر زور دیا کہ اسلام رنگ و نسل کے امتیاز کو وجہ فضیلت تسلیم نہیں کرتا۔ اللہ کے نزدیک وہی معزز ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں دوسروں پر سبقت لے جائے۔

Islam & Discrimination کے موضوع پر مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب نے نسلی منافرت کو امن عالم کے حصول میں سب سے بڑی رکاوٹ قرار دیا اور دنیا میں صلح و آشتی کی فضا کو فروغ دینے کیلئے قرآن مجید کی زریں تعلیمات بیان کیں۔ اور محسن انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اسوہ حسنہ کو پیش کیا۔ انہوں نے نسلی و مذہبی منافرت کی مذمت کی اور پاکستان میں جماعت احمدیہ پر کئے جانے والے مظالم کا تذکرہ کیا۔ مکرم طارق چوہان صاحب نے تارکین وطن سے اپیل کی کہ اپنے ملکوں کے مظالم سے تنگ آکر یہاں پناہ لینے والے اپنے محسنوں سے حسن سلوک کریں اور ملکی مفاد کی خاطر قربانیاں دیں۔ پادری صاحب، سیاسی پارٹیوں کے نمائندگان اور یونیورسٹی کے پروفیسران نے اپنی تقاریر میں نسلی اور مذہبی منافرت کی مذمت کی۔ محترم مولانا کمال یوسف صاحب مبلغ سلسلہ نے اپنی اختتامی تقریر میں حاضرین اور مقررین کا شکریہ ادا کیا اور ضروری تبصرے کئے۔ اس موقع پر جماعتی کتب کا سٹال بھی لگایا گیا۔ اور کتب فروخت کی گئیں۔ ☆☆☆

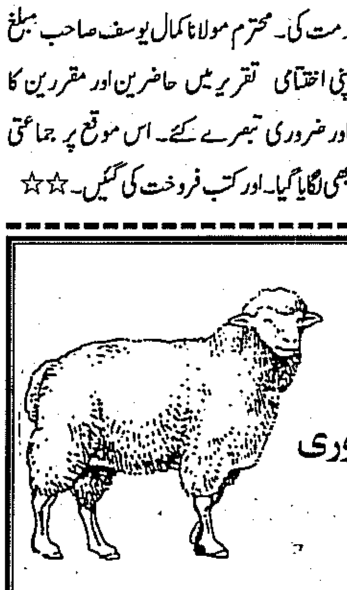

DEUTSCHES LAMM

حلال گوشت کے خواہشمند حضرات
بذریعہ فون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر فوری
رابطہ کرکے تازہ گوشت حاصل کریں

احمد برادرز

Ch. Iftikhar Ahmad, Baeder Str.24,; 23626 Ratekau Germany

Tel: 04504-201 Fax:04504-202 Mobil: 0171 7923633

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

گرمی سردی میں سفر کرنے والے پرندوں کو خدا نے گھڑی، مقناطیسی قطب نما اور رستہ کا نقشہ ودیعت کیا ہوتا ہے

"آسٹریلین جرنل آف زوآلوجی" میں ایک دلچسپ تحقیق شائع ہوئی ہے جو آسٹریلین، جرمن اور امریکن سائنس دانوں کی مشترکہ محنت کا ثمر ہے۔ اس ٹیم کے سربراہ یونیورسٹی آف ٹیکنالوجی سڈنی کے Dr.Ursula Munro تھے۔ انہوں نے یہ راز معلوم کیا کہ پرندے گرمی سردی کے لمبے سفر طے کرکے واپس اپنے ٹھکانوں پر کیسے پہنچ جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ حیران کن انکشاف ہوا ہے کہ قدرت نے ان کے ننھے دماغوں میں بالکل صحیح وقت بتانے والی گھڑی، ایک مقناطیسی قطب نما اور ایک راستے کا مفصل نقشہ ودیعت کر رکھا ہے۔

انہوں نے دیکھا کہ وہ ننھے پرندے جو تسمانیہ آسٹریلیا کے علاقہ میں پائے جاتے ہیں جو جسم میں چڑیا سے بھی چھوٹے ہیں اور جن کو وہاں Tasmanian Silvereyes کہا جاتا ہے وہ ہر سردی کے موسم میں تسمانیہ سے کوئینز لینڈ (Queensland) کے شمال میں اڑ کر پہنچ جاتے ہیں۔ تسمانیہ میں بہت سردی پڑتی ہے جبکہ شمالی کوئینز لینڈ گرم علاقہ ہے اور دونوں کے درمیان کوئی چار ہزار کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ یوں یہ چڑیاں جہاں سردی سے اپنی جان بچاتی ہیں وہاں خدا کی وسیع زمین پر اپنا مقدر رزق بھی تلاش کرتی ہیں۔ ان پرندوں کو پیدائش کے بعد بال و پر ملتے ہیں تو اس وقت انہیں ان جگہوں اور رستوں کا علم نہیں ہوتا بلکہ یہ لمبا سفر طے کرنے کے لئے ایک طرف تو اپنی جبلت (Instinct) سے کام لیتی ہیں اور دوسری طرف اپنے بڑوں کی راہنمائی سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔

سائنس دانوں کو معلوم ہوا ہے کہ ان پرندوں کے سروں میں مقناطیسی ذرات (Magnetic Particles) پائے جاتے ہیں جن کا تعلق ایک طرف تو ان کی آنکھوں کے اعصاب (Nerves) سے ہوتا ہے اور دوسری طرف وہ بطور قطب نما کے کام کرتے ہیں۔ رستہ کے نقشہ کو ذہن میں محفوظ کرنے کا تعلق بھی انہیں سے ہوتا ہے۔ یہ قطب نما اتنی حساس واقع ہوئی ہے کہ زمینی مقناطیس میں جو تبدیلی مختلف مقامات میں ہوتی ہے یہ اس کو بھی معلوم کر سکتی ہے۔ اور اسی ارضی مقناطیس کی تبدیلی سے وہ مختلف مقامات کے درمیان فاصلوں کا اندازہ بھی کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے پرندے بغیر یہ جانے ہوئے کہ کہاں جا رہے ہیں شمال کی طرف سفر شروع کر دیتے ہیں اور واپسی پر جنوب کی طرف لیکن یہ کمپاس (Compass) صرف سورج کی روشنی اور زمین کی قدرتی مقناطیس میں کام کرنے کے لئے ہی ڈیزائن کی گئی ہے۔ چنانچہ اگر پرندوں کے راستہ میں سرخ روشنی پیدا کر دی جائے یا کوئی بڑا مصنوعی مقناطیس رکھ دیا جائے تو یہ پریشان (Confuse) ہو کر راستہ بھول جاتے ہیں اور ان کا شمال جنوب کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔

(بحوالہ سڈنی ہیرلڈ ۲۸۔۷۔۹۷)

اللہ کی کیا قدرتیں ہیں کہ ہر مخلوق کو اس کے مناسب حال قویٰ بھی دیئے ہیں اور ان کو استعمال کرنے کے لئے جبلی استعدادیں بھی عطا کی ہیں۔ یہ ننھے پرندے سردی گرمی سے اپنی جان کی حفاظت کے لئے اور خدا کی زمین میں اپنا رزق تلاش کرنے کے لئے کتنے دور دراز کے سفر اختیار کرتے ہیں۔ خدا نے قرآن کریم میں پرندوں کے پروں کو پھیلانے اور سمیٹنے اور فضا میں اڑنے کو بھی اپنا نشان قرار دیا ہے اور اس پر غور کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

(الملک ۲۰، اور النحل ۸۰)

علاوہ ازیں سورہ الفیل میں گرمی سردی میں سفروں کو جاری رکھنے کی توفیق ملنے، خوف سے بچانے اور بھوک میں کھانا عطا کرنے کو بھی اپنا فضل و احسان قرار دیا ہے اور اس پر رب کعبہ کا شکر بجالانے کا حکم دیا ہے۔ پس اگر کسی کو رزق کی تلاش میں دور دراز سفر کرنے کی توفیق ملے اور کئی قسم کے خوفوں سے نجات بھی ملے تو یہ خدا کا ایسا فضل ہے جس کو یاد رکھنا اور اس پر خدا کا شکر بجالاتے رہنا اطاعت خداوندی ہے۔ پر اس کی توفیق دینا بھی تو اسی پر منحصر ہے۔

☆......☆......☆

نیو ساؤتھ ویلز میں انسانوں اور حیوانوں کی کلوننگ اور انسانوں کو حیوانوں کے ساتھ مخلوط کرنے پر پابندی

سکاٹ لینڈ کے سائنس دانوں نے ایک بھیڑ کی کلوننگ کرکے دنیا کو حیران و پریشان کر دیا ہے۔ لوگ ڈرنے لگے ہیں کہ کل کلاں سرکاری یا پرائیویٹ طور پر کہیں انسانوں کی بھی کلوننگ نہ ہونے لگے۔ نیز یہ کہ انسانی سپرم کو حیوانوں جیسے گوریلا یا سوروں کے ساتھ مخلوط کرکے کوئی ایسی مخلوق نہ وجود میں آجائے جو حیوانوں اور انسانوں کے درمیان ہو۔ یہاں کی کئی تنظیموں نے اس طرح کے امکانات پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ نیو ساؤتھ ویلز آسٹریلیا کے وزیر صحت نے پارلیمنٹ میں اعلان کیا ہے کہ حکومت ایسے قوانین بنا رہی ہے جن کی رو سے نہ انسانوں اور حیوانوں کی کلوننگ ہو سکے گی اور نہ سڈنی کی تجربہ گاہوں سے کوئی ایسی مخلوق برآمد ہو سکے گی جو نیم انسان اور نیم حیوان ہو۔

(ہیرلڈ ۱۸۔۴۔۹۷)

اچھی بات ہے۔ قرآن بھی خدا کی خلقت میں تبدیلی کرنے کو شیطانی کام قرار دیتا ہے۔ یوں بھی دنیا میں نیم انسانوں، نیم حیوانوں کی تعداد پہلے کونسی تھوڑی ہے بلکہ بہت ہیں جو 'اسفل سافلین' ہونے کی وجہ سے حیوانوں سے بھی نیچے گرے ہوئے ہیں۔

☆......☆......☆

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

لغویات سے اعراض

(عبدالسمیع خان۔ ربوہ)

دوسری قسط

آج کے دور میں ہمارا دین ہم سے یہ مطالبہ نہیں کرتا ہے کہ چوبیس گھنٹے کانوں میں انگلیاں ڈالے پھریں۔ کیونکہ معاملہ حد سے بڑھ گیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ فرماتے ہیں: "اب تو یہ حال ہے کہ ہر طرف سے گانوں کی آوازیں کان میں پڑتی ہیں۔ ڈرائیور کھانا نہیں کھاسکتے جب تک ساتھ گانا نہ سنیں۔ بس میں سفر نہیں کر سکتے جب تک گانے نہ سنیں۔ اس لئے یہ دجال کے ایسے دھوئیں ہیں جن سے انسان بچ ہی نہیں سکتا" (الفضل ربوہ یکم دسمبر ۸۲ء)

مگر دین یہ مطالبہ ضرور کرتا ہے کہ مومن حتی الامکان ان سفلی لذتوں کی طرف مائل نہ ہو۔ اسی لئے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے جب ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کے مطالبات میں سینما دیکھنے سے منع فرمایا تو مومن کی روح کو جھنجھوڑا اور فرمایا: "میں سمجھتا ہوں کہ میرا منع کرنا تو الگ رہا میں ممانعت نہ کروں تو بھی مومن کی روح کو خود بخود اس کی بغاوت کرنی چاہئے"۔ (روزنامہ الفضل قادیان ۱۲؍دسمبر ۱۹۳۴ء) اور اس زمانہ کے مومن کامل اور اس کے غلاموں نے اس کے نمونے خوب دکھائے ہیں اور پاک اسوہ قائم فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ دعویٰ سے قبل ایک دفعہ کپورتھلہ تشریف لے گئے۔ وہاں پر کوئی جشن منعقد ہو رہا تھا۔ آپ کے مرید آپ کو جشن ہال میں لے گئے۔ اس وقت مہاراج اور انگریز مرد اور عورتیں کھیلنے میں مصروف تھے اور اندر جانے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن مہاراجہ کو حضور کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے اجازت دے دی۔ حضور اندر تشریف لے گئے لیکن آپ پر ایسی حالت استغراق طاری تھی کہ حضور ایک طرف کھڑے رہے اور کسی چیز کی طرف چنداں توجہ نہ کی۔ مہاراجہ نے حضور کو دیکھا، اپنا وزیر بھیجا تاکہ حضور سے ملاقات کرے مگر آپ اسی حالت میں محو رہے اور اس کی طرف توجہ نہ ہوئی۔ (اصحاب احمد جلد ۱۰ مرتبہ ملک صلاح الدین ۱۹۸۵ء قادیان)

حضورؑ کی یہ کیفیت ویسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے آپ کے آقا رسول کریم کو اس قسم کی مجلس میں شرکت سے روک دیا گیا تھا۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ روایت کرتے ہیں۔ "بیعت اولیٰ سے پہلے کا ذکر ہے میں قادیان میں تھا۔ فیض اللہ چک میں کوئی تقریب شادی یا ختنہ کی تھی۔ جس پر حضرت صاحب کو مع خدام مدعو کیا گیا۔ ان کے اصرار پر حضرت صاحب نے دعوت قبول فرمائی۔ ہم دس بارہ آدمی حضور کے ہمراہ فیض اللہ چک گئے۔ گاؤں کے قریب ہی تھے کہ گانے بجانے کی آواز سنائی دی جو اس تقریب پر ہو رہا تھا۔ یہ آواز سنتے ہی حضور لوٹ پڑے۔ فیض اللہ چک والوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے آکر بہت التجا کی مگر حضور نے منظور نہ فرمایا اور واپس ہی چلے آئے"۔ (اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ ۹۲ روایت ۴۰۔ از ملک صلاح الدین ۱۹۶۸ء قادیان)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ) کی شادی کے موقع پر ایک میراثن ڈھول لے کر حضورؑ کے گھر آگئی اور بجانا شروع کر دیا تاکہ کچھ نہ کچھ حاصل کر سکے۔ جب حضور نے ڈھول کی آواز سنی تو فوراً اس طرف متوجہ ہو گئے۔ اور فرمایا کہ اس کو کہو کہ ڈھول نہ بجائے اور بند کراؤ۔ اور جو کچھ یہ مانگتی ہے اس کو دے دو۔ چنانچہ ڈھول بند کرا دیا گیا اور اس کو چار پانچ روپے دے دئے گئے۔ (اصحاب احمد جلد ۶ صفحہ ۱۲۴)

لبید ایک مشہور شاعر تھے انہوں نے اسلام لانے کے بعد شعر کہنے چھوڑ دئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ ایک عامل کو لکھ بھیجا کہ لبید سے پوچھو کہ زمانہ اسلام میں انہوں نے کون سے اشعار کہے تو جواب دیا کہ: خدا نے شعر کے عوض مجھے بقرہ اور آل عمران دے دی ہے۔ اس سحر آفریں کلام کے بعد شاعری بے مزہ ہے۔ اس جواب پر حضرت عمرؓ نے انکا وظیفہ بڑھا دیا۔ (سیر الصحابہ جلد ۷ ص ۲۲۸ معین الدین احمد ندوی ۱۹۲۲ء معارف اعظم گڑھ)

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے امریکہ کے ایک مخلص احمدی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا "یہ وہی لوگ ہیں جو شراب کے نشے میں دھت دن رات میوزک اور بعض دفعہ ڈرگس کے عادی ہو کر اپنی زندگیاں گزار رہے ہیں۔ انہی میں سے احمدی نکلے ہیں اور احمدیت قبول کرنے کے بعد ان کی کایا ہی پلٹ گئی۔ یہاں ایک ایسے احمدی ہیں جو بہت بڑے میوزیشن (موسیقار) تھے اور اپنے وقت میں اس تیزی کے ساتھ میوزک میں ترقی کر رہے تھے کہ بہت جلد انہوں نے امریکہ کی سطح پر شہرت حاصل کر لی۔ ان کے متعلق ماہرین کا خیال تھا کہ یہ ایسے عظیم الشان میوزیشن بن جائیں گے کہ گویا ان کو یاد کیا جائے گا کہ یہ اپنے زمانہ کے بہت بڑے میوزیشن تھے۔ احمدی ہوئے تو نہ میوزک کی پرواکی، نہ میوزک کے ذریعہ آنے والی دولت کی طرف لالچ کی نظر سے دیکھا۔ سب کچھ یک قلم منقطع کر دیا اور اب وہ درویشانہ زندگی گزارتے ہیں۔ باقاعدگی کے ساتھ نماز تہجد ادا کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا نام لیتے ہی ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے ویسا ہی عشق ہے جیسا حضرت بانی سلسلہ کو اپنے آقاؐ سے تھا۔ ان کے رنگ ڈھنگ ہی بدلے ہوئے ہیں۔ ان کی کیفیت ہی کچھ اور ہو چکی ہے۔ لوگ ان کو دیکھتے ہیں لیکن ان کو معلوم نہیں کہ اس آدمی کے بھیس میں کون سا وجود پھر رہا ہے۔ میں مدت سے ان سے واقف ہوں۔ میں نے بارہا ان سے باتیں کی ہیں۔ ان کی باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو جواب بھی دیتا ہے اور ان سے رحمت و شفقت کا اظہار فرماتا ہے"۔

(ماہنامہ خالد ربوہ جنوری ۱۹۸۸ء)

اس مقام تک پہنچنا یقیناً بے حد دشوار ہے اور معاشرے کی رَو کے خلاف قدم اٹھانا کوئی آسان بات نہیں۔ مگر یاد رہے کہ اسلام کا کوئی حکم اور سنت رسول کا کوئی جلوہ زبردستی اور تحکم کی راہ سے نہیں بلکہ بے شمار حکمتوں اور فوائد پر مشتمل ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے نئی صدی میں داخل ہونے سے پہلے جماعت کو جو اہم پیغام دئے ان میں سے ایک کا تعلق اس روحانی موسیقی سے بھی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"کہاں وہ نئی طرز کی موسیقی کے پروگرام جہاں یوں معلوم ہوتا ہے کہ انسانیت عمداً موسیقی کی دھن میں ڈوب کر خودکشی کرنے کے ارادے سے اس میں داخل ہوئی ہے۔ کہاں خدا کی یاد میں بلند ہونے والی آوازیں خواہ وہ ہلکی آواز کی سسکیاں ہوں یا بلند۔ پکار میں رونے کی آوازیں یا تلاوت کی آوازیں ہوں یا ذکر الٰہی کی صدائیں یہ ایک اور موسیقی ہے جو اسلام نے ہمیں سکھائی ہے۔

پس ایسے تمام دوستوں سے میں یہ کہتا ہوں کہ ان کو لازماً وہ موسیقی سیکھنی چاہئے جو انسانی فطرت کے تاروں میں روحانی ارتعاش پیدا کرتی ہے اور مَلَاءِ اَعلیٰ کے طیور کے گانے سکھاتی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ وہ اپنے گھروں کے ماحول کو اس موسیقی سے مترنم کر دیں اور اس طرح یہ نغمے گاتے ہوئے اور یہ ساز بجاتے ہوئے نئی صدی میں داخل ہوں کہ عرش پر بھی آپ کی موسیقی کی صدائیں ایک خاص دھن کے ساتھ سنی جانے لگیں اور ایک خاص پیار اور محبت کے ساتھ فرشتے آپ کی موسیقی کی اس طرح نقل اتاریں جس طرح حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا ہے کہ میرے گانے وہ ہیں جن کو آسمان پر فرشتے بھی گاتے ہیں۔ پس آپ ان فرشتوں کو موسیقی سکھانے والے موسیقار بن جائیں اور اگلی صدی میں اس طرح داخل ہوں کہ ساری دنیا کو موسیقی کے نئے انداز سکھانے والی صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہو اور اول اور آخر جماعت احمدیہ ہو"۔

(اقتباس از خطبہ جمعہ ۶؍فروری ۱۹۸۷ء۔ ماہنامہ خالد ربوہ فروری ۱۹۸۸ء)

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے زیر اہتمام

مجلس سوال وجواب

مورخہ ۲۳؍نومبر ۱۹۹۷ء محمود ہال لندن میں مجلس انصاراللہ برطانیہ کے زیر اہتمام انگریزی زبان جاننے والے احباب کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کی ایک مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی۔ ابتدائی کارروائی شام چار بجے مکرم ڈاکٹر افتخار احمد صاحب ایاز، امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کی صدارت میں تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی جو مکرم مولانا غلام احمد خادم صاحب، مبلغ سلسلہ نے کی۔ اور اس کا انگریزی ترجمہ مکرم مظفر احمد صاحب کلارک نے پڑھا۔ اس کے بعد مکرم رفیق احمد حیات صاحب، صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ نے جماعت کا عمومی تعارف پیش کرتے ہوئے جماعت کی فلاحی اور سماجی خدمات کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا۔ جس کا تعلق بوزنیا کے مظلومین کی امداد اور مقامی رفاہ عامہ کے اداروں سے تھا۔

ساڑھے چار بجے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مجلس میں رونق افروز ہوئے اور سوالات پیش کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مکرم محمد ناظم غوری صاحب نے مہمانوں کی طرف سے لکھے ہوئے سوالات، باری باری پڑھ کر سنائے۔ پہلا سوال ہستی باری تعالیٰ پر تھا نیز یہ کہ انسانی زندگی پر خدا تعالیٰ کی موجودگی کس طرح اثر انداز ہو کر اپنے وجود کا پتہ دیتی ہے؟۔ مصر میں حال ہی میں ہونے والی دہشت گردی کے ایک واقعہ کے حوالہ سے جس میں بہت سے سیاح مارے گئے تھے پوچھا گیا کہ جب اسلام رواداری اور امن کا مذہب ہے تو پھر اس قسم کے واقعات اس کے ماننے والوں میں کیوں جگہ پاتے ہیں؟ حضور انور نے اس سوال کے جواب میں دنیا بھر میں مذہب کے نام پر قتل وغارت اور ظلم و ستم کی مختصر تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ رواداری اور امن کی تعلیم سبھی مذاہب میں ہے مگر بدقسمتی سے اس کے باوجود مذہب کے نام پر ہی بوزنیا میں عیسائیت نے ظلم ڈھائے۔ آئرلینڈ میں بھی مذہب کے نام پر خون خرابہ ہے۔ ہندوستان میں بھی ہندومت کے نام پر عورتوں پر ظلم و ستم ہوتے ہیں۔ عراق میں بھی معصوم بچوں کو انہی بنیادوں پر ضروریات زندگی سے محروم کر کے انہیں مفلوج اور اپاہج کر دیا ہے۔ اس لئے محض مصر کا ذکر کافی نہیں۔ دیگر اہم سوالات یہ تھے:

☆جب سچ اور جھوٹ کی طاقتیں ایک ساتھ چل رہی ہیں تو ان میں سے سچ کا امتیاز کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ ☆اسلام میں خارق عادت معجزات کا کیا تصور ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے؟ ☆عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں احمدیوں کا یہ عقیدہ کہ وہ کشمیر میں مدفون ہیں اس کا کیا ثبوت ہے؟ ☆دنیا میں اس وقت کون سا ملک احمدیہ نقطہ نگاہ سے اسلام کے قریب آرہا ہے؟ ☆صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حتمی طور پر کیا ثبوت ہے؟ ☆پاکستان میں جمہوریت کا فقدان ہے جس کی وجہ سے شیخ مجیب الرحمان کو باوجود اکثریتی جیت ہونے کے حکومت بنانے سے محروم کر دیا گیا۔ مارشل لاء اور مارشل لاء کے بعد موجودہ سیاسی بحران، ان سب حقائق کے حوالے سے یہ پوچھا گیا کہ پاکستان کے لوگوں کو وڈیروں کی اجارہ داری سے کس طرح نجات مل سکتی ہے جبکہ یہ طاقتیں جمہوریت کا گلا گھونٹ رہی ہیں؟ ☆کیا بدھا کی آمد ثانی جو Mittiyya کے روپ میں نوشتوں میں مذکور ہے یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے؟ ☆اسلام میں قریب کے رشتوں میں شادی کا رواج کیوں پایا جاتا ہے؟ ☆کیا ایک ہی امام ایک ہی دن مختلف جگہوں پر جمعہ کی نماز پڑھا سکتا ہے؟ ☆جانور کو ذبح کرتے وقت اسے ڈر گزیا دیگر طریقوں سے بیہوش کیوں نہیں کیا جاتا تاکہ اسے تکلیف نہ ہو اسلام میں ایسا کیوں نہیں؟ ☆حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کا کیا عقیدہ تھا؟ ☆پاکستان کے عوام الیکشن کے موقع پر اسلامی جماعتوں کو کیوں رد کر دیتے ہیں؟ ☆اسلام میں عورت مرد کے برابر کیوں نہیں سمجھی جاتی؟

حضور انور ایدہ اللہ نے ان سب سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔ ڈیڑھ گھنٹے کی اس مجلس کے بعد نماز مغرب و عشاء ادا کی گئیں۔ اس موقع پر کچھ افراد نے حضور انور ایدہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شرکت کی سعادت پائی۔

(رپورٹ: بشیر الدین احمد سامی، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل برطانیہ)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Domestic Violance, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

امت مسلمہ کے مختلف فرقے

(از قلم: مکرم ملک سیف الرحمان صاحب مرحوم)

بارھویں قسط

اٹھارھویں صدی عیسوی اور اس کے بعد اصلاح امت کی چند متفرق کوششیں

اٹھارھویں صدی جو مسلمانوں کے دینی زوال، سیاسی، علمی اور اقتصادی تنزل کی صدی ہے اس میں چند درد مند مصلحین نے اسلامی دنیا کے اس عالمگیر زوال پر بند لگانے کی کوشش کی ان میں سے محمد بن عبدالوہاب نجدی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، سید احمد بریلوی اور مہدی سوڈانی کی تحریکات کے اثرات خاصے وسیع تھے۔ لیکن یہ اثرات کسی عالمگیر حرکی انقلاب کا باعث نہ بن سکے۔

تحریک ولی اللہی

اٹھارھویں صدی میں جبکہ مسلم دنیا ایک عالمگیر زوال کی زد میں تھی برصغیر پاک و ہند میں ایک علمی اور اصلاحی تحریک کا آغاز ہوا۔ اس تحریک کے بانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تھے۔ آپ ۱۷۰۳ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا نام شاہ عبدالرحیم تھا جو دلی کے ممتاز علماء میں سے تھے۔ اور فقہ کی مشہور کتاب فتاویٰ عالمگیریہ کے مرتبین میں شامل تھے جو نامور مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے حکم سے تیار ہوئی تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد اورنگ زیب کا انتقال ہوگیا اور اس کے بعد عظیم مغل سلطنت میں زوال کے آثار ظاہر ہونے لگے تھے۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے ابتدائی علوم اپنے والد ماجد اور دہلی کے نامور اساتذہ سے پڑھے اور کچھ عرصہ اپنے والد صاحب کے قائم کردہ مدرسہ رحیمیہ میں درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیا۔ جب آپ کی عمر تیس سال کے قریب ہوئی تو آپ فریضہ حج ادا کرنے کے لئے مکہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے حرمین شریفین کے مشہور اساتذہ سے تعلیم حاصل کی اور حدیث میں خاص مہارت پیدا کی۔ وہاں کے اساتذہ میں سے آپ سب سے زیادہ شیخ ابوطاہر مدنی سے متاثر ہوئے۔ دو سال کے بعد آپ واپس آئے اور پھر سے مدرسہ رحیمیہ میں پڑھانا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ تالیف و تصنیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ کی مشہور کتابوں میں سے چند کے نام یہ ہیں: "الفوزالکبیر"، جس میں تفسیر القرآن کے اصول و ضوابط پر بحث ہے۔ "مصفی" اور "تنویر الحوالك" کے نام سے مؤطا امام مالک کی دو شرحیں لکھیں۔ ایک عربی میں اور دوسری فارسی زبان میں۔ "تفہیمات الٰہیہ" اس میں تقرب الٰہی اور تصوف کے اسلوب و اصول اور منازل سلوک کی وضاحت ہے۔ آپ کی سب سے مشہور اور جامع کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" ہے جس میں مقاصد شریعت، فلسفہ عبادت اور اصول دین کی حکیمانہ تشریح و تفصیل ہے۔ یہ بڑے پائے کی علمی کتاب ہے جس سے حضرت شاہ صاحب کے کمالِ علمی اور فہم دین کی مہارت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ نے اپنی اس کتاب میں بیان کردہ دینی حکمتوں کے حوالہ سے اپنی اصلاحی تحریک کی بنیاد رکھی اور مسلم معاشرہ کی دینی اور اخلاقی بیماریوں کے لئے علاج ڈھونڈنے کی کوشش کی اور اس بات پر زور دیا کہ دین کے فروغ کے لئے ایک مثالی معاشرہ کے قیام کی ضرورت ہے۔ آپ نے ان مقاصد کے حصول کے لئے درس و تدریس اور تالیف و تصنیف کے ذرائع کو اختیار کیا۔

آپ کا دوسرا بڑا کارنامہ دوسری زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کا آغاز ہے۔ نامعلوم مدت سے مسلم معاشرہ اس بات کا قائل چلا آ رہا تھا کہ کسی دوسری زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنا جائز نہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عام معاشرہ قرآن کریم سے دور چلا گیا اور قرآنی علوم سے واقفیت صرف گنتی کے چند علماء تک محدود ہو کر رہ گئی اور اس کا تعلق بھی زیادہ تر فقہی مسائل سے تھا۔ قرآن کریم کے باقی معارف سربستہ راز تھے اور عوام صرف تلاوت کی حد تک قرآنی برکات سے واقف تھے۔ جب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قرآن کریم کے فارسی ترجمہ کا آغاز کیا تو علماء زمانہ کی طرف سے آپ کی سخت مخالفت ہوئی۔ عوام کو اشتعال دلایا گیا اور آپ کے مدرسہ پر پتھراؤ کرایا گیا۔ لیکن جس راہ کو آپ حق سمجھتے تھے اس پر گامزن رہے اور پھر آہستہ آہستہ علماء اور عوام کی مخالفت کم ہوتی چلی گئی۔ آپ کے لائق بیٹوں شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر نے اردو زبان میں قرآن کریم کے تراجم کئے۔ شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کو تو اس زمانہ کے اردو ادب کا ایک شاہکار قرار دیا گیا ہے۔

آپ کا تیسرا بڑا کارنامہ ہندی مسلمانوں کو احادیث رسولؐ کی طرف متوجہ کرنا تھا۔ اس سے پہلے علماء اور عوام زیادہ تر فقہی مسائل میں منہمک رہتے تھے اور اس سے آگے قرآن و حدیث کی طرف ان کی نظر نہ جاتی تھی۔ برصغیر میں علومِ حدیث کے فروغ کا سہرا حضرت شاہ ولی اللہ کے سر بندھتا ہے اور تاریخ کا یہ ایک اہم واقعہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو اللہ تعالیٰ نے علمی فضیلت کے علاوہ نیک اور قابل اولاد سے بھی نوازا تھا۔ آپ کے بیٹے حضرت شاہ عبدالعزیز، حضرت شاہ عبدالقادر، حضرت شاہ رفیع الدین اپنے زمانہ کے چوٹی کے عالم اور دینی رہنما تھے۔ سارے برصغیر میں ان کی قیادت دینی کو تسلیم کیا گیا۔ خصوصاً حضرت شاہ عبدالعزیز کی علمی خدمات نے بڑا مؤثر کردار ادا کیا اور آپ کی قیادت میں علم حدیث کے فروغ نے ارتقاء کے مراحل طے کئے۔ اس مبارک خاندان کے پروردہ علماء مثلاً حضرت شاہ اسحاق اور مولانا مملوک علی، مولانا احمد علی سہارنپوری، مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اور انیسویں صدی کے دوسرے بزرگان دین کے ذریعہ ہی علوم دینیہ کو عوام میں مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ سب خاندان ولی اللہی کے فیض یافتہ تھے۔ برصغیر کے قریباً تمام سنی مسالک کیا بریلوی اور کیا دیوبندی، کیا سلفی اور کیا وہابی سب حضرت شاہ ولی اللہ اور آپ کے خانوادہ سے مذہبی اور دینی عقیدت رکھتے ہیں اور اسی چشمہ علمی کے فیض یافتہ ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی اصلاحی تحریک کو حضرت شاہ اسماعیل شہید جو حضرت شاہ صاحب کے پوتے تھے اور حضرت سید احمد بریلوی شہید نے ایک نیا رنگ دیا۔ ان دونوں بزرگوں نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے پنجاب کے مسلمانوں کو سکھوں کے تسلط سے آزاد کرانے کی تحریک چلائی۔ اور مختلف علاقوں میں اپنے داعی بھیجے، رضاکاروں کو جمع کیا، مالی امداد کا انتظام کیا اور ایک لمبا فاصلہ طے کر کے سندھ اور افغانستان کے راستے صوبہ سرحد پہنچے اور سکھوں سے جنگ کا آغاز کیا لیکن بوجوہ ناکامی ہوئی اور دونوں بزرگ اور ان کے بہت سے ساتھی بالاکوٹ ضلع ہزارہ کے مقام پر شہید ہوگئے۔ اس ناکامی کی بڑی وجہ مقامی لوگوں کا عدم تعاون اور سپلائی کے مراکز کی ابتری اور دوری تھی۔ بعض فقہی مسائل کا عملی اختلاف بھی خلفشار کا باعث بنا کیونکہ یہ دونوں بزرگ اور ان کے اکثر ساتھی سلفی یعنی اہل حدیث تھے اور مقامی پبلک حنفی المسلک تھی۔ دوسری وجوہات کے علاوہ اس وجہ سے بھی مجاہدین مقامی لوگوں کا تعاون حاصل نہ کر سکے اور سکھ حکومت کے ایجنٹوں کی سازش کامیاب رہی۔

چونکہ مسلم معاشرہ کا تنزل عالمگیر تھا دوسرے مقامی اصلاحی کوششیں بھی ہمہ پہلو نہ تھیں۔ تیسرے بعد کی قیادت بڑی حد تک صالح سیاست سے بالکل عاری ہو گئی تھی اور صرف تشدد بلا استعداد و تیاری کو ذریعہ کامیابی سمجھ لیا گیا تھا ان وجوہات کے باعث یہ اصلاحی تحریک مؤثر نتائج حاصل نہ کر سکی اور بے اثر ہو کر رہ گئی۔ یہ لوگ بڑے مخلص تھے اور جذبہ ایثار بھی رکھتے تھے اور دل سے چاہتے تھے کہ مسلم معاشرہ کا زوال رک جائے اور اسلام کو فروغ ملے اور اس کے لئے قربانیاں بھی پیش کی گئیں لیکن کامیابی نہ ہوئی اور نہ مسلم معاشرہ کا زوال رک سکا۔ یہ صورت حال دراصل اس طرف اشارہ تھا کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ مسلمانوں کے زوال کو روکنے اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے ایک بالکل نئے انداز کی عالمگیر اصلاحی تحریک کا آغاز ہو کیونکہ اتنے نیک اور مخلص عناصر جب جہاد بالسیف کی مساعی میں ناکام رہے تو اس کے صاف معنے یہ تھے کہ دین کے فروغ کے لئے اب یہ ذریعہ نہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے اور نہ اس کے ہاں مقبول اور نہ اس کے لئے وسائل مسلمانوں کو اس کے حضور سے مہیا ہونگے اور اس راہ میں جو بھی کوششیں ہونگی وہ سب ناکامی کا منہ دیکھیں گی۔ کیونکہ اب خدا یہ نہیں چاہتا بلکہ اس کا منشا یہ ہے کہ مسلمانوں کو پھر سے مسلمان بنایا جائے اور اس دور کا آغاز ہو جو قدیم سے مقدر تھا یعنی۔

چوں دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

انیسویں صدی میں بہائی تحریک کا آغاز ہوا لیکن اسلام کی کسی خدمت کی بجائے وہ اسلام کے منسوخ ہو جانے کا دعویٰ لے کر اٹھی اور اپنے مسلک اور نام ہر دو لحاظ سے اسلام اور مسلمانوں سے دور چلی گئی۔

انیسویں صدی میں ہی برصغیر پاک و ہند میں آزاد خیالی اور مختلف مذاہب کے درمیان بحث و مباحثہ کے دور کا آغاز ہوا۔ اس وقت انگریز سارے ہندوستان پر قابض ہو چکے تھے اور مسلمانوں کے ہاتھ سے حکومت نکل چکی تھی اور عیسائیت کی تبلیغ کا زور تھا۔ دوسری طرف مغربی فلسفہ دہریت کے فروغ کا باعث بن رہا تھا اس صورت حال میں ہندوؤں نے بھی فائدہ اٹھایا۔ برہمو سماج اور آریہ سماج کی تحریکات کو فروغ ملا۔ یہ وقت مسلمانوں کے لئے بے حد نازک تھا۔ نئی حکومت مسلمانوں سے بدظن تھی۔ ہندو بھی پرانے بدلے چکانے کے لئے پر تول رہے تھے۔

سر سید احمد خان کی نیچرل تحریک

مسلم رہنماؤں میں سے سر سید احمد خان (۱۸۱۷ء) نے اس نازک دور میں اپنے دائرہ کار اور رجحان طبع کے لحاظ سے اصلاح احوال کی قابل قدر کوشش کی۔ ان کی اس تحریک کا یہ اثر خاصہ نمایاں رہا کہ اس علاقہ کے مسلمانوں کا ایک مؤثر طبقہ نئے علوم اور مغربی انداز بود و باش اصول حکمرانی اور نئے سیاسی انداز سے روشناس ہوا۔ تاہم یہ تحریک نہ تو عالمگیر تھی اور نہ ہمہ پہلو۔ اس تحریک کا مذہبی پہلو تو خاصہ کمزور اور مرعوبیت زدہ تھا۔ اس وجہ سے بحیثیت مجموعی اس تحریک سے ملت اسلامیہ کے مصائب میں کوئی خاص کمی نہ آ سکی۔ اس سلسلہ میں قدامت پسند علماء کی شدید مزاحمت کا بھی انہیں سامنا کرنا پڑا۔ ان کی مخالفت کا یہ انداز خاصہ زوردار تھا کہ سر سید احمد خان دینی علوم کے ماہر نہیں اس لئے جو کچھ دین کے بارہ میں انہوں نے لکھا ہے اس کی عقلی اور نقلی بنیادیں بے حد کمزور ہیں۔ اور اس سے ذہنی انتشار اور فکری تذبذب کے سوا کوئی اور مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ بہرحال سر سید مرحوم نے دینی مسائل کے بارہ میں جو کچھ لکھا اور جسے مولانا حالی نے مرتب کیا اس کا خلاصہ کچھ اسطرح ہے۔

سر سید احمد خان کے دینی نظریات

اجماع اور قیاس حجت شرعیہ نہیں ہیں اور نہ یہ تشریع کے مسلمہ مأخذ ہیں۔ صحاح ستہ کی احادیث تنقید سے بالا نہیں اور نہ ان سے کسی دینی مسئلہ کا استنباط واجب التسلیم ہے۔ اسطرح اگر کسی حدیث سے اسلام پر اعتراض وارد ہوتا ہو تو اسلام اس کا جوابدہ نہیں ہے۔

بائبل میں تحریف لفظی کا دعویٰ درست نہیں ہاں تحریک معنوی ممکن ہے۔ جو مسائل قرآن و سنت میں بالتصریح مذکور نہیں ان میں ہر سمجھدار اجتہاد کر سکتا ہے۔ وضع و لباس میں تشابہ بالغیر قابل اعتراض نہیں۔ جبر و قدر اور تقدیر خیر و شر کا عقیدہ جزو ایمان نہیں۔ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کے کسی معجزہ کا ذکر نہیں۔ اسی طرح انبیاء کے جن معجزوں کا ذکر ہے وہ بھی دراصل استعارے ہیں۔ قرآن کریم کا اعجاز معنوی ہے لفظی نہیں۔ کوئی بات خارق عادت یا خلاف فطرت وقوع پذیر نہیں ہو سکتی اس لئے معجزہ کا تصور غلط ہے اور معجزہ کو دلیل نبوۃ قرار دینا بھی بے اصل ہے۔ ملائکہ مختلف فطری قوتوں کے نام ہیں۔ شیطان اور ابلیس سے مراد نفس امارہ ہے۔ آدم اور ابلیس کا قصہ تمثیل ہے اس کی کوئی واقعی تاریخی حیثیت نہیں۔ قرآن میں مذکور جنوں سے مراد گرانڈیل پہاڑی وحشی اقوام ہیں۔ وحی نبی کے قلبی واردات کا نام ہے باہر سے کوئی چیز نازل نہیں ہوتی۔

صفات باری، صور کا پھونکا جانا، حشر و نشر، حساب و کتاب، میزان و صراط، جنت و دوزخ سب استعارے اور تمثیل ہیں۔ رؤیت باری نہ اس دنیا میں ممکن ہے اور نہ آخرت میں۔ معراج اور شق صدر کے واقعات دراصل خواب تھے بیداری کی حالت کا کوئی واقعہ نہ تھا۔ مختلف جنگوں میں فرشتوں کے نزول کا جو ذکر قرآن کریم میں ہے یہ دراصل غیر معمولی نصرت الٰہی کے نزول سے استعارہ ہے۔ شہداء کی زندگی سے مراد دنیا میں نیک اور قابل تقلید مثال چھوڑ جانا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے بن باپ پیدا ہونے کا عقیدہ درست نہیں۔ حضرت اسحاق کی پیدائش کے وقت ان کی والدہ کی عمر یاس کی حد سے متجاوز نہ تھی ان کی عمر ایسی ہی تھی جس میں عورتیں بالعموم بچہ جننے کے قابل ہوتی ہیں۔ دعا صرف عبادت ہے۔ حصول مقاصد کے لئے اس کی تاثیر غیر مسلم ہے اصل چیز صرف صحیح تدبیر ہے۔ چوری کی سزا میں ہاتھ کاٹ دینا ضروری نہیں۔ انسان جس کے حق میں چاہے جتنی چاہے وصیت کر سکتا ہے۔ نہ وارث کے حق میں

وصیت منع ہے اور نہ ساری جائیداد کی منع ہے۔ روزہ کی بجائے فدیہ ایک عمومی سہولت ہے۔ موجودہ بینکنگ کی طرز پر لین دین ربا نہیں۔ سود وہی منع ہے جس کا رواج زمانہ جاہلیت میں تھا۔ قرآن کریم کا کوئی حکم منسوخ نہیں۔ تقلید ذہنی جمود اور عقلی تعطل کا نام ہے اس لئے اسے واجب قرار دینا غلط ہے۔ قرآن کریم کے احکام کی دو قسمیں ہیں۔ اصلی احکام اور محافظ احکام۔ اصلی احکام ہمیشہ قانون فطرت کے مطابق اور غیر متبدل ہوتے ہیں محافظ احکام کا قانون فطرت کے مطابق ہونا ضروری نہیں اور نہ ہر حال میں ان کی پابندی لازم ہے۔ مثلاً نماز میں اصل حکم توجہ الی اللہ ہے۔ طہارت، غسل، وضو، توجہ قبلہ، رکوع، سجدہ، قعود محافظ احکام ہیں۔ ان کی پابندی ہر حال میں ضروری نہیں۔ نصاریٰ کا ذبیحہ حلال ہے اس طرح اگر وہ پرندہ کو گلا گھونٹ کر مار دیں تو اس کا کھانا بھی جائز ہے۔ جو غیر مسلم مسلمانوں سے زیادتی نہیں کرتے ان کے جان و مال کے دشمن نہیں اور نہ ان کو ان کے وطن سے نکالتے ہیں ان سے موالات اور تعلقات استوار کرنے کی اجازت ہے۔ صرف انہی کفار سے تعلقات رکھنے کی ممانعت ہے جو ظلم کی راہ اختیار کرتے ہیں اور مسلمانوں سے برسرپیکار ہیں۔ ہر قائم اور قانون کی پابند حکومت کی اطاعت ضروری ہے۔ حضرت عیسیٰ صلیب سے زندہ اتار لئے گئے تھے اور وہ طبعی موت مرے، زندہ آسمان پر نہیں گئے اور نہ دوبارہ اس دنیا میں آئیں گے۔ مسیح کے نزول کا عقیدہ غلط ہے۔

(حیات جاوید صفحہ ۵۲۳ تا ۵۲۶ مولانا الطاف حسین حالی ناشر نیشنل بک ہاؤس ایبک روڈ لاہور)

ان تصریحات سے ظاہر ہے کہ دینی مسائل میں سر سید احمد خان صاحب کا رجحان اہل السنت والجماعت کی بجائے معتزلہ کی طرف زیادہ تھا۔

تحریک اتحاد عالم اسلامی

سر سید کی نیچرل یا آزاد خیالی کی تحریک کے ہم عصر ایک اور تحریک کے نشان بھی تاریخ کے صفحات میں ملتے ہیں یہ پان اسلام ازم یا اتحاد عالم اسلامی کی تحریک تھی۔ جس کے روح رواں سید جمال الدین افغانی، مصر کے مفتی محمد عبدہ اور ترکی کے حلیم پاشا تھے۔ اس تحریک کا رخ زیادہ تر منفی سیاست کی طرف تھا اس لئے یہ تحریک استعماری اقوام کے خلاف نفرت کے جذبات ابھارنے تک محدود رہی اور کوئی قابل ذکر تعمیری کارنامہ سرانجام نہ دے سکی اور نہ مسلمانوں کی سیاسی تربیت کا فریضہ نباہ سکی۔

تحریک رابطہ عالم اسلامی

یہ ادارہ دراصل تحریک اتحاد عالم اسلامی کا ایک طرح کا ثنی ہے اس لئے اپنے اصل کی طرح اس کا کام بھی سرتاسر منفی انداز کا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اتحاد عالم اسلامی کی مجلس کا کام استعماری طاقتوں کے خلاف نفرت کو فروغ دینا تھا اور رابطہ عالم اسلامی کی جمعیت کا کام اپنوں کے خلاف نفرت ابھارنا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے خدمت اسلام سرانجام دینے والے درد مند مخلص اور دیندار مسلمانوں کی راہ میں روڑے اٹکانے کے سوا اور کوئی مقصدِ تنظیم ہی نہیں اور نہ اسے یہ فکر دامنگیر ہے کہ عالمی کمیونزم مغربی استعمار کے غیر اسلامی فلسفے اور لعن کی سازشیں، اس کے مادی علوم، اس کی محیر العقول صنعتی کامیابیاں، اس کی قارون کو مات دینے والی اقتصادی پالیسیاں یہ سب عناصر بلکہ عالم اسلام کو کس قدر نقصان پہنچا رہے ہیں، کس طرح مسلمانوں کو کھائے جا رہے ہیں، ان کو تقسیم کر کے آپس میں کس طرح لڑا رہے ہیں اور ان کے بے پناہ قدرتی وسائل کو بارود اور آگ بنا کر خود انہی کے ہاتھوں تباہ کروا رہے ہیں۔ لیکن اس حمایت پر ان کو متوجہ کرنے والا کوئی نہیں اور نہ کسی عالمی اثر رکھنے والی ہمہ پہلو آگاہ مؤید من اللہ عقلمند روحانی قیادت کی انہیں تلاش و تمنا ہے۔ بس آپس کی نفرتوں کو فروغ دینا اور خود اپنے ہاتھوں اتحاد اور یگانگت کے تقاضوں کو سبوتاژ کرنا ان کا مقصد تنظیم ہے۔ اسی کا نام ہے برعکس نہند نام زنگی کافور۔

تحریکِ انکارِ حدیث

مولوی عبداللہ چکڑالوی، حافظ محمد اسلم صاحب جیراج پوری اور غلام احمد پرویز، سر سید احمد خان صاحب کا بحیثیت مأخذ شریعت حدیث کے بارہ میں جو رویہ تھا اس سے انکار حدیث کے رجحان کو فروغ ملا۔ چنانچہ اہل قرآن اسی رجحان کی پیداوار ہیں۔ اس تحریک کے روح رواں مولوی عبداللہ چکڑالوی جامعہ ملیہ کے پروفیسر حافظ محمد اسلم جیراجپوری اور رسالہ طلوع اسلام کے غلام احمد پرویز تھے۔ ان میں سب سے زیادہ مضحکہ خیز طرز عمل مولوی عبداللہ چکڑالوی کا تھا۔ ان کے نزدیک حدیث کی کوئی اہمیت ہی نہ تھی۔ ان کا مؤقف یہ تھا کہ مسائل اسلام کو سمجھنے کے لئے حدیث کی کوئی ضرورت نہیں صرف قرآن ہی کافی ہے۔ لیکن جب وہ اپنے اس دعویٰ کی تفصیلات میں الجھے تو انتہائی بودے استدلال اور دور کی کوڑی لانے کی راہ پر چل نکلے۔ نمازیں پانچ کی بجائے تین رہ گئیں۔ یہی حال روزہ حج اور دوسرے مسائل کا ہوا۔

جامع ملیہ کے پروفیسر حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری نے مولوی عبداللہ چکڑالوی کے کمزور پہلو کو بھانپتے ہوئے انکار حدیث کے نظریہ میں کچھ ترمیم کی اور یہ خیال پیش کیا کہ مسائل عبادات کے تعین کے لئے تو قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ کے "عمل متواتر" کی پابندی ضروری ہے۔ باقی دینی مسائل کے تعین کے بارہ میں حدیث کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ ان مسائل کا فیصلہ ہر زمانہ کا "مرکز ملت" کرے گا۔

رسالہ طلوع اسلام کے غلام احمد صاحب پرویز نے اس نظریہ میں مزید ترمیم کی۔ ان کی رائے میں دین اور دنیا عبادات اور معاملات کی تفریق غیر اسلامی اور عجمی سازش ہے اس لئے مسئلہ عبادات سے تعلق رکھتا ہو یا معاملات سے اگر قرآن کریم میں اس کی تصریح نہیں ملتی تو اس کا تعین ہر زمانہ کا "مرکز ملت" کرے گا۔ آنحضرت ﷺ نے قرآن کریم کی روشنی میں جو تفصیلات طے فرمائیں وہ بحیثیت "مرکز ملت" کے ہی طے فرمائی تھیں۔ یہی مقام خلفائے راشدین کا تھا اور پھر اسی مقام اور اسی اختیار کا حامل ہر زمانہ کا "مرکز ملت" ہے۔ وہ چاہے تو سابقہ سنت و دستور کو قائم رکھے اور چاہے تو زمانہ کے تقاضہ کے مطابق اس میں تبدیلی کرے۔ اس لحاظ سے پرویز صاحب کے نزدیک احادیث کی حیثیت تاریخی ہے دینی نہیں کہ طابق النعل بالنعل کے طور پر ان کی اتباع ضروری ہو۔

علامہ سر محمد اقبال کا موقف

حدیث کی دینی حیثیت کے بارہ میں علامہ سر محمد اقبال کا موقف مولانا عبیداللہ سندھی اور حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری کے موقف سے ملتا جلتا ہے۔ وہ "میدان اجتہاد" کی اس وسعت کے قائل تو نہیں جس کے داعی غلام احمد صاحب پرویز ہیں لیکن اخبار احاد کی شرعی حیثیت ان کے ہاں بھی مشتبہ ہے۔ علامہ مرحوم نے اپنے اس مؤقف کی وضاحت کے لئے "ثبات و تغیر" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ یعنی ایمانیات اور عبادات سے متعلق جو اصول قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ نے بذریعہ سنت متواترہ کھول کر بیان کر دئے ہیں ان میں کسی قسم کی تبدیلی کی گنجائش نہیں البتہ دوسرے مسائل میں اجتہاد کا میدان وسیع اور آزاد ہے۔ کوئی حدیث اس وسعت کو محدود نہیں کر سکتی اس لئے ان مسائل میں اجتماعی اجتہاد کے ادارے تبدیلیاں کر سکتے ہیں۔ اس طرح ان کے نزدیک مسائل دینیہ کا ایک حصہ "ثبات" کے دائرہ کے اندر ہے اور دوسرا حصہ تغیر و تبدل کی آماجگاہ ہے جسے اصول دین کا سا تقدس اور ثبات حاصل نہیں۔ جہاں تک تفاصیل کی ترتیب اور عملی اقدامات کا تعلق ہے چند فلسفیانہ تجاویز اور آراء کے سوا علامہ اقبال بھی کوئی تنظیمی یا انقلابی کارنامہ سرانجام نہ دے سکے۔

نوٹ: "تجدید الٰہیات اسلامیہ" پر علامہ کے اصل لیکچر انگریزی میں تھے جن کا ترجمہ سید نذیر نیازی صاحب نے اردو میں کیا جسے "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ" کے نام سے بزم اقبال لاہور نے شائع کیا۔

سلفی اور دیوبندی تحریکات

اٹھارھویں صدی میں محمد بن عبدالوہاب نجدی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ذریعہ تقلید کے خلاف اور حجیت حدیث کے حق میں جو تحریک چلی برصغیر میں اس سے متاثر دو اور گروہ سامنے آئے۔ ایک گروہ اہل حدیث یا وہابی کے نام سے مشہور ہوا جو اپنے آپ کو سلفی کہلاتا تھا۔ دوسرا گروہ اہل دیوبند کا تھا۔ یہ دونوں گروہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو اپنا مقلد اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں تاہم اہل حدیث کا جھکاؤ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف زیادہ ہے۔ اس وجہ سے اس گروہ نے افراط کی راہ اختیار کی اور احادیث کے بارہ میں ان کا رویہ سرتاسر غیر تنقیدی رہا۔ چنانچہ وہ احادیث کے غالب حصہ کو ہر قسم کی تنقید سے بالا سمجھتے ہیں۔ ان کی رائے میں سابقہ محدثین نے حدیث کے سلسلہ میں جو درجے مقرر کئے یا ان کی جو تشریحات کی ہیں وہ انہی کی پیروی کریں کیونکہ یہ احادیث ہر حال میں قابل ترجیح ہیں اس لئے اگر ان میں سے میں سے کوئی حدیث بظاہر نص قرآن کے خلاف نظر آئے تو حدیث کو ترجیح ہوگی۔ اور نص قرآنی کی اس کے مطابق تاویل کی جائے گی یا اسے منسوخ قرار دیا جائیگا۔ کیونکہ اس درجہ کی احادیث قرآن پر مقدم ہیں۔ اس قسم کے تقشف، تشدد اور نجدی عصبیت کے غلبہ کی وجہ سے یہ گروہ تنگ نظری میں مقلدین سے بھی بڑھ گیا۔ جمود اس کا نصیبہ اور تعصب اس کا وطیرہ نظر آنے لگا جس کی وجہ سے اس کا قدم آگے اٹھنے کی بجائے بہت پیچھے جا پڑا۔

اہل دیوبند

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے متاثر دوسرا گروہ اہل دیوبند کا ہے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی (۱۸۳۲ء) نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ۱۸۶۶ء میں رکھی۔ یہ دارالعلوم برصغیر میں "قدیم دینی علوم" کے فروغ کا مرکز ثابت ہوا۔ علماء دیوبند نے اس لحاظ سے علم حدیث کی قابل قدر خدمات سرانجام دیں کہ ان کی کوششوں سے فقہ حنفی کی تائید کے لئے احادیث کا قابل لحاظ ذخیرہ مرتب ہوا اور انہوں نے اس نقطہ نظر سے تنقید حدیث کے معیار پر بحثیں کیں۔ مختلف احادیث میں تطبیق اور توافق کے اصولوں کی وضاحت کی۔ تاہم ان علماء کی کوششیں بھی ایک خاص دائرہ میں محدود رہیں۔ وہ فقہ حنفی کی تائید کے دائرہ سے باہر نہ نکل سکے اور اس نقطہ نظر سے آزادی اجتہاد اور وسیع نظری کی طرف ان کا رویہ بھی سراسر منفی انداز کا تھا۔ بعض کلامی مسائل کے بارہ میں بانی مدرسہ دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی کی علمی خدمات کا انکار ممکن نہیں اس سلسلہ میں ان کی بصیرت قابل قدر اور ان کی نظر بڑی وسیع تھی۔ بہرحال دیوبندی گروہ حنفیت کی تائید کی وجہ سے برصغیر کے عوام کے ساتھ ملا جلا رہا اور اس کی طرف سے اشاعت حدیث کی کوششیں بھی خاصی مقبول رہیں اور مدرسہ دیوبند کی مرکزیت کی وجہ سے اس کے اثر کو ایک حد تک ثبات ملا۔

ندوۃ العلماء لکھنؤ کی تحریک

علی گڑھ اور دیوبند کی تحریکات سے متاثر ہو کر اسی زمانہ میں ایک اور ادارہ منصۂ شہود پر ابھرا۔ یہ ادارہ مولانا شبلی نعمانی مرحوم کی قیادت میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کے نام سے مشہور ہوا۔ اس ادارہ کا دعویٰ تھا کہ اس کے ذریعہ قدیم و جدید عقل و نقل دونوں اہلیتوں کے حامل علماء پیدا کئے جائیں گے تاکہ مغربی تہذیب کے طوفان کا مقابلہ کیا جا سکے لیکن چونکہ مولانا شبلی کا زیادہ تر رجحان ادب و تاریخ کی طرف تھا اس لئے یہ ادارہ تاریخ و ادب کی خدمت سے آگے نہ بڑھ سکا اور فکری اور عملی لحاظ سے وہ نتائج مرتب نہ ہو سکے جس کے حصول کا دعویٰ کیا گیا تھا۔

جماعت اسلامی

مذکورہ بالا علمی اور فکری تحریکات اور دوسرے فروغ پذیر فلسفہائے زندگی خاص طور پر کمیونزم سے متاثر ہو کر برصغیر میں سید ابوالاعلیٰ مودودی کی جماعت اسلامی اور عرب ممالک خاص طور پر مصر میں الاخوان المسلمون کی تنظیموں نے جنم لیا۔ اخوان المسلمین کے قائد دراصل جماعت اسلامی سے ہی متاثر تھے۔ اس لئے یہ دونوں تنظیمیں اپنے فلسفہ اور طریق کار کے لحاظ سے ایک ہی تحریک کے دو رخ ہیں۔ برصغیر میں جماعت اسلامی کی تنظیم زیادہ تر اہل حدیث اور دیوبندی مکتبہ فکر کے افراد پر مشتمل ہے اور مذہب و سیاست کے نام پر قائم اس تنظیم کے اصل قائد بانی اور روح رواں سید ابوالاعلیٰ مودودی تھے۔ مودودی صاحب نے اسلام کے نام پر بعض معاشی، اقتصادی اور سیاسی نظریات کو ایک نئے انداز میں پیش کیا اور اپنے پرزور مضامین اور ادب کی چاشنی لئے ہوئے مقالات کے ذریعہ مغربی تعلیم یافتہ افراد کے ایک حصہ کو خاصہ متاثر کیا لیکن مودودی صاحب کے نظریات نے عملی تشکیل پائی تو اس کی شکل و صورت اتنی بھیانک اور خوفناک سامنے آئی کہ مذہب کے نام پر خون، دین کے نام پر بہتان، سچ کے نام پر کذب و افتراء اور مقصد برآری کے لئے ہر جائز و ناجائز حربہ تقاضہ مصلحت بن گیا اور بالکل وہی ہولناک شکل و صورت سامنے آئی جو کارل مارکس کے حسین معاشی نظریات کی عملی تشکیل کے سلسلہ میں لینن اور سٹالن نے دنیا کو دکھائی جس کی دہشت سے سارا عالم کانپ اٹھا۔ مودودی صاحب کے فکر و عمل کے بارہ میں یہ تبصرہ کتنا برمحل اور صحیح ہے کہ سید مودودی جب خالص علمی اور فکری نقطہ نظر سے لکھتے ہیں تو بعض اوقات یوں لگتا ہے کہ جیسے وہ زور تحریر میں بڑے بڑے مفکرین کو پیچھے چھوڑ جائیں گے لیکن دوسرے وقت میں وہ اتنی جامد اور

TOWNHEAD PHARMACY

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 3JW

☆.......☆.......☆.......☆

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

خشک ذہنیت کا مظاہرہ کرنے لگتے ہیں کہ قدامت پسند تنگ نظر ملاؤں کی طرح پستی کی انتہا تک جا پہنچتے ہیں۔ اس تضاد کی وجہ غالبًا یہ ہے کہ فکری اور عملی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ ان میں حرص اور کجی کی راہ کی طرف لے جانے والی تنظیمی صلاحیتیں بھی تھی۔ اس اجتماع ضدین نے ان کی شخصیت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ حرصِ اقتدار اور سیاسی تنظیم کے تقاضے بعض اوقات انہیں جادہ حق سے بھٹکا دیتے اور وہ ہر اس ظلم وزیادتی اور بہتان تراشی کے لئے دینی جواز تلاش کر لیتے جس سے ان کے تنظیمی اور سیاسی مقاصد کو تقویت ملتی تھی اور حصول مقصد کی خاطر وہ ہر اس راہ پر چل نکلنے میں کوئی باک یا ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے تھے جس کے خلاف وہ خود بڑی شدومد سے لکھ چکے ہوتے تھے۔ طوالت کے خوف سے مثالیں پیش کرنا مشکل ہے اگر ان کی تحریرات اور ان کے نظریات اور ان کے تنظیمی اقدامات کو یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو جگہ جگہ انتشارِ فکر اور تضادِ عمل کے نمونے بکھرے پڑے نظر آئیں گے۔ ۱۹۴۵ء سے پہلے کے ان کے افکار اور پاکستان بننے کے بعد کے ارشادات تضاد بیانی کے نادر نمونے پیش کریں گے۔ اسی طرح بمطابق 'الوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیهِ'...... مودودی صاحب کی تربیت یافتہ جماعت اسلامی کی موجودہ سرگرمیوں سے بھی اس قسم کے عملی اور فکری تضادات کے واضح نشان مل سکتے ہیں۔ دیدہ حق بین کی ضرورت ہے۔

بریلوی مسلک

جہاں تک عوامی توہم پرستی اور اندھی عقیدت کا تعلق ہے یہ مرض بہت پرانا ہے۔ بت پرستی اسی توہم پرستی کی شاخ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی نبی نے خدا کی طرف سے مبعوث ہونے کا دعویٰ کیا عوام کی طرف سے ہمیشہ مخالفت کا یہ انداز سامنے آیا کہ ہماری طرح کے ایک انسان کو یہ مقام کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ نبی کو تو ایک مافوق البشر آسمانی ہستی ہونا چاہئے جس کی طاقتیں لامحدود ہوں۔ پھر آہستہ آہستہ اس نبی کی صداقت کھلتی جاتی ہے۔ اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے، اس کا تقدس دلوں میں گھر کرتا چلا جاتا ہے اور پھر ایک زمانہ گزرنے کے بعد اسی نبی کے ماننے والے عوام جسے شروع میں ایک عام انسان سمجھ کر رد کر دیا گیا تھا اسے مافوق البشر طاقتوں کا مالک سمجھنے لگتے ہیں اور ان میں وہی جاہلانہ خیالات سرایت کر جاتے ہیں اور وہ اپنے اس نبی کے بارہ میں لاہوتی تصورات کی بھول بھلیوں میں پھنس کر رہ جاتے ہیں اور سمجھنے لگتے ہیں کہ ان کا یہ نبی الٰہی طاقتوں کا مالک ہے۔ وہ خدا سے سب کچھ منوا لینے کا اختیار رکھتا ہے۔ روحانی تنزل تہذیبی گراوٹ اور سیاسی زوال اور عملی تکاسل کے بعد جبکہ قوائے عملیہ کمزور پڑ جاتے ہیں اور تن آسانی اور تمناؤں کی بیماری قبضہ جما لیتی ہے تو عوام تو عوام علماء کہلانے والے بھی انہی جاہلانہ لاہوتی تصورات میں کھو جاتے ہیں۔ چنانچہ بعض مفاد پرست دینی رہنماؤں نے اس صورت حال سے خوب فائدہ اٹھایا اور مسلم عوام کے لئے ایسے جاہلانہ خیالات کو دین کا حصہ بنا دیا جن کا کتاب و سنت میں نشان تک نہیں ملتا۔ اس طرح توہم پرستی اور اندھی عقیدت نے عالمگیر وبا کی صورت اختیار کر لی اور ہر علاقہ کے مسلم عوام اِلّا ما شاء اللہ اس وہمی مرض کے شکار ہو گئے۔

برصغیر ہندوپاک میں ان غیر اسلامی جاہلانہ تصورات نے بریلی کے ایک بزرگ مولانا سید احمد رضا خان صاحب (۱۸۵۶ء) کے ذریعہ خوب فروغ پایا۔ اسی وجہ سے ان علاقوں میں اس قسم کا مسلک رکھنے والے عوام "بریلوی" کے نام سے مشہور ہیں اور برصغیر کے خانقاہی سلسلے بھی زیادہ تر انہی نظریات سے منسلک ہو گئے ہیں اور "سواد اعظم" یعنی سنیوں کی غالب اکثریت کی قیادت کے دعویدار بن کر سامنے آئے ہیں۔ بہرحال بریلوی علماء اور خانقاہی صوفیاء ایک عرصہ سے مندرجہ ذیل عقائد و رسوم کی نشر و اشاعت میں سرگرم عمل ہیں۔

رسول کریم ﷺ مافوق البشر طاقتوں کے مالک ہیں۔ آپ نور محض ہیں۔ آپ نور سے پیدا ہوئے جبکہ دوسرے لوگ مٹی سے پیدا ہوئے۔ آپ کا سایہ نہیں تھا۔ آپ کے پسینہ میں عطر کی سی خوشبو تھی۔ آپ کی نظیر ممکن نہیں۔ آپ عالم الغیب ہیں۔ خدا تعالیٰ کے علم اور آپ کے علم میں صرف اتنا فرق ہے کہ خدا کا علم ذاتی ہے اور آپ کا علم خدا کا عطا کردہ ورنہ کمیت و کیفیت کے لحاظ سے دونوں علم میں کوئی فرق نہیں۔ آپ حاضر و ناظر ہیں۔ سب جگہ موجود اور سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ آپ لوگوں کی پکار کو سنتے ہیں اور ان کی مدد کو پہنچتے ہیں۔ میلاد کی مجالس میں جب درود و سلام پڑھا جاتا ہے تو آپ خصوصیت کے ساتھ اس مجلس میں رونق افروز ہونے کے لئے تشریف لے آتے ہیں۔ اس لئے آپ کی پیشوائی اور احترام کے لئے سب حاضرین مجلس کو کھڑا ہو جانا چاہئے۔ آپ فوت نہیں ہوئے۔ آپ کے فوت ہو جانے کے صرف اسی قدر معنے ہیں کہ آپ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں ورنہ حیات جسمانی کے لحاظ سے آپ پہلے کی طرح زندہ ہیں۔

بارہ ربیع الاول کو عید میلاد اور ستائیس رجب المرجب کو معراج شریف کی تقریبات بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی ہیں۔ اسی طرح دوسرے مشہور اولیاء اللہ کے عرس بھی بڑے زور و شور سے منائے جاتے ہیں۔ اولیاء کی کرامات بے حد و حساب ہیں۔ غوث الاعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانی 'شیئاً للہ' کے ورد سے سب حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ آپ کی گیارھویں دینے میں بڑی برکات مضمر ہیں۔

دوسرے بزرگ بھی بڑی طاقتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ وہ بے اولادوں کو اولاد عطا کرتے ہیں۔ بے وسیلوں کا وسیلہ ہیں، بے روزگاروں کے کارساز اور ان کے حاجت روا ہیں۔ اس لئے ان کی چوکھٹ پر حاضری دینا، ان کے مزارات پر سلام کے لئے جانا، ان کو پکارنا، ان کے وسیلہ سے دعائیں کرنا، ان کے مزارات پر چلہ کشی کرنا۔ یہ سب کام وصال الٰہی کا ذریعہ اور نجات ابدی کی کلید ہیں۔ اسی طرح نماز میں تصور شیخ، روحانی ترقی اور قبولیت عبادت کا باعث ہے۔ قبر پر سجدہ تعظیمی میں کوئی حرج نہیں اور نہ یہ شرک ہے۔

بریلوی حضرات فاتحہ خوانی، قل، چہلم، ختم قرآن مجید، نذر و نیاز اور مزارات پر طرح طرح کے چڑھاوے چڑھانے پر بھی بہت زور دیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا جب نام مبارک لیا جائے تو دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگانے کو ادب و ثواب سمجھتے ہیں۔ اسی طرح اذان و نماز کے بعد ذکر جہری اور آجکل اس کے لئے لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے کے دلدادہ اور اسے اپنا دینی حق سمجھتے ہیں۔

غرض بت پرست قومیں جو کچھ اپنے بتوں کے استھانوں پر کرتی ہیں وہی کچھ یہ لوگ اپنے بزرگوں کی مزارات پر کرتے ہیں۔ روح ایک ہے صرف نام اور انداز میں فرق ہے یعنی بزرگوں کے بتوں، مجسموں اور ان کی یادگاروں کے سامنے اگر یہ کام کئے جائیں تو یہ شرک ہے لیکن اگر یہی کام مزارات اور خانقاہوں میں سرانجام دئے جائیں تو عین اسلام ہے۔

مسلمانوں کی سیاسی بحالی سے متعلق تحریکات

جن استعماری طاقتوں کے ہاتھوں عالمگیر مسلم اقتدار کا خاتمہ ہوا ان کی دو قسمیں ہیں:

تغلب اور آمریت پسند طبیعت رکھنے والی استعماری طاقتیں جیسے روسی طاقت یا بعض اور آمریت پسند حکومتیں قانون پسند طبیعت رکھنے والی استعماری طاقتیں جیسے برطانیہ، فرانس اور امریکہ وغیرہ۔ پہلی قسم کی طاقت نے جن اسلامی حصوں پر تسلط جمایا۔ جیسے روسی ترکستان، منگولیا اور چین کے بعض مسلم علاقے وہاں مذہبی آزادی کی تحریک آج تک پنپ نہیں سکی اس لئے ان علاقوں میں کسی مسلم قیادت کے ابھرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی اصلاح امت کی کسی تحریک کا وہاں نام و نشان ملتا ہے۔

دوسری قسم کی استعماری طاقتوں کے تسلط میں رہنے والے مسلمانوں میں سیاسی تحریکات اٹھیں اور آہستہ آہستہ انہوں نے فروغ حاصل کیا لیکن ان تحریکات کا رجحان چونکہ سرتاسر منفی انداز کا تھا سارا زور استعماری طاقتوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے پر صرف کیا گیا یہاں تک کہ جوش مخالفت میں قومی، علمی اداروں کو نقصان تک پہنچایا گیا۔ لوگوں سے سول ملازمتیں چھڑوائی گئیں۔ گویا ان کے مالی وسائل کو تباہ کیا گیا، تحریک سول نافرمانی اور تحریک ہجرت میں مسلم عوام سے یہی کچھ کروایا گیا جبکہ ہندو برادران وطن کا ہر قدم قوم کے وسائل بہبود کی طرف اٹھتا تھا۔ اس صورت حال کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ان قومی نقائص اور عیوب کے دور کرنے کے سلسلہ میں کوئی تعمیری کارنامہ سرانجام نہ دیا جا سکا جو مسلم زوال کا اصل باعث تھے۔ نہ قومی اخلاق کی تعمیر کے طاقتور ادارے قائم ہوئے۔ نہ نئے علوم کے فروغ کے بصیرت افروز مرکز ابھرے۔ نہ اقتصادی حالات درست کرنے کی طرف کوئی مضبوط قدم اٹھا۔ نہ قومی نظم و نسق اور اجتماعی تنظیم و تربیت کی جاندار کوششیں ہو سکیں اور نہ ایثار و قربانی کے تسلسل اور بے غرضی اور بے نفسی کے تعہد کے لئے قوم کو کوئی سبق ملا۔ اس صورت حال کا آخری نتیجہ یہ نکلا کہ جاندار سیاسی تحریکات کے نتیجہ میں آزادی تو بے شک مل گئی غیر ملکی استعمار کا خاتمہ تو ہوا لیکن تشکیل حکومت کے اصولوں اور ووٹ کے استعمال کرنے کی قدر و قیمت سے عوام چونکہ ناواقف تھے اس لئے جمہوری ذرائع کے طفیل آزادی حاصل کرنے کے باوجود جمہوریت کی افادیت کو بھلا دیا گیا اور مسلم معاشرہ بدیسی حکومت کے تسلط سے نکل کر دیسی مفاد پرستوں اور انارکی کے دلدادہ خود غرضوں کے چنگل میں پھنس کر رہ گیا جنہیں نہ حکومت کے اصولوں سے کچھ واسطہ اور نہ عدل عمرانی اور جمہوری اقدار سے کوئی تعلق۔ وہ اپنے مفاد اور اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے ہر ظلم روا رکھتے ہیں اور اپنے اقتدار کو استحکام اور دوام بخشنے کے لئے کسی حربہ کو کام میں لانے سے نہیں چوکتے۔ نام جمہوریت کا لیتے ہیں اور رویہ پرلے درجہ کی ظالمانہ آمریت کا اپناتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک عام آدمی پہلے سے بھی زیادہ دکھی ہے اور بے رحم آمریت کے چنگل میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ فروغ علم و فن، ترقی صنعت و حرفت، اقتصادی بحالی اور قومی اتحاد کا جذبہ تو دور کی بات ہے، عام پبلک تو اپنے بنیادی حقوق تک سے محروم ہے اور ہر قسم کے استحصال کا شکار بنی ہوئی ہے۔ موازنہ کر کے دیکھئے جاپان جنگ میں ہار گیا۔ مغربی جرمنی تباہ ہوا لیکن چند سالوں میں ہی اقتصادی اور صنعتی ترقی کے لحاظ سے دونوں ملک فاتح اقوام کو بھی مات دینے لگے۔ اس کے بالمقابل افغانستان شروع سے آزاد رہا۔ سعودی عرب کسی بدیسی حکومت کے زیر فرمان نہیں رہا۔ ٹرکی اور ایران بھی بڑی حد تک خود مختار رہے لیکن کسی ملک نے نہ علم و فن میں کوئی مقام پیدا کیا اور نہ صنعت و حرفت میں کوئی نام حاصل کر سکا۔ یہی حال دوسرے آزاد ہونے والے مسلم ممالک کا ہے۔ غور فرمائیے کیا بلحاظ علم و فن کیا بلحاظ صنعت و حرفت اور کیا بلحاظ اقتصاد و معاش اقوام عالم میں کسی مسلم ملک کا کوئی مقام ہے؟ حالانکہ جہاں تک مالی وسائل کا تعلق ہے کئی مسلم ممالک اس دولت سے مالا مال ہیں لیکن اپنی بے تدبیریوں اور عیش پرستیوں کے ہاتھوں خود اپنے وسائل سے محروم ہیں اور دوسرے ان کے وسائل سے ترقیات حاصل کر رہے ہیں۔ اور خود مسلم ممالک یا تو اپنی دولت عیش پرستیوں میں تباہ کر رہے ہیں یا پھر آپس کی دشمنیوں اور جنگوں میں غارت کر رہے ہیں۔ اور آزاد ہونے کے باوجود نہ انہیں عالم اسلام کے زوال کی فکر ہے اور نہ دین کے مصائب کی۔

کب پیٹ کے دھندوں سے۔ مسلم کو بھلا فرصت
ہے دین کی کیا حالت۔ یہ اس کی بلا جانے
جو جاننے کی باتیں تھیں۔ ان کو بھلایا ہے
جب پوچھیں سبب کیا ہے کہتے ہیں خدا جانے
(کلام محمود)

اور ان کا حال ایک مدت سے غالب کے اس شعر کے مطابق ہے ؎

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر راہرو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ابھی راہبر کو میں

☆......☆......☆......☆

جلسہ ہائے سیرت النبی ﷺ

مجلس خدام الاحمدیہ سویڈن کے زیر اہتمام سٹاک ہالم، گاتھن برگ اور مالمو میں جلسہ ہائے سیرت النبیؐ کا انعقاد ہوا۔ سٹاک ہالم میں ۲۷؍اکتوبر کو یہ جلسہ منعقد ہوا جبکہ گاتھن برگ میں ۹؍نومبر کو مسجد ناصر گاتھن برگ میں جلسہ منعقد ہوا۔ ان جلسوں میں تلاوت اور آنحضرت ﷺ کی مدح میں مختلف نظموں کے علاوہ اردو اور سویڈش زبانوں میں نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر ہوئیں۔ اور حضور اکرمؐ کے اسوہ حسنہ کو اپنانے کی تلقین کی گئی۔ ☆......☆......☆

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

F0ZMAN FOODS
A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-553-3611

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ سے جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کی طرف سے ہمیں بھجوائے جاتے ہیں۔امرائے کرام اور متعلقہ عہدیداران سے درخواست ہے کہ اپنے رسائل حسبِ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں :

Al-Fazl Digest,
6 Hardwicks Way, London SW18 4AJ

–......☆......☆......☆......–

محترم خلیفہ منیر الدین احمد شہید

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ کی وفات سے چھ ماہ قبل ان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام حضرت مصلح موعودؓ نے منیر الدین احمد رکھا- یہ بچہ قادیان میں ہی بہت نازو نعم میں پلا- تعلیم الاسلام ہائی سکول سے میٹرک کیا- شکار اور ہاکی کھیلنے کا بے حد شوقین تھا- تقسیم ہندوستان کے وقت بطور درویش ایک عرصہ گزارنے کی توفیق پائی اور پھر پاکستان آکر تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے .F.A کی سندلی- پائیلٹ بننے کا بہت شوق تھا چنانچہ اپنے بڑے بھائی محترم خلیفہ صلاح الدین صاحب کے ذریعے لاہور فلائنگ کلب کی رکنیت حاصل کی اور جب اپنی پرواز کے گھنٹے پورے کر کے سرٹیفکیٹ لیا تو ایئر فورس میں بھرتی ہوگئے- اگرچہ آپ بولتے ہوئے ہکلاتے تھے لیکن فلائنگ کلب میں آپ کی اعزازی کامیابی کی وجہ سے ایئر فورس نے آپ کی ہکلاہٹ کو نظر انداز کردیا- ایک عجیب بات یہ تھی کہ جب بھی آپ بلندی پر پرواز کرتے تو ہکلاہٹ دور ہو جاتی- جنوری ۱۹۵۱ء میں جی-ڈی پائیلٹ منتخب ہو کر ٹریننگ کیلئے چلے گئے-

خلیفہ منیر الدین احمد جب بھی ربوہ آتے تو حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کیلئے عرض کرتے اور پھر حضرت امّ ناصر صاحبہؓ کے ہاں جاتے جو آپ کی بڑی ہمشیرہ تھیں اور پھر حضرت امّ طاہر صاحبہؓ کے ہاں جاتے کیونکہ آپ کو ان کا رضائی بیٹا ہونے کا شرف بھی حاصل تھا-

جب پاکستان نے امریکہ سے ایف-۸۶ سیبر جہاز خریدے تو ٹریننگ کیلئے امریکہ جانے والے پہلے گروپ میں خلیفہ منیر الدین بھی شامل تھے- آپ کو فلائنگ کا اتنا شوق تھا کہ سکواڈرن لیڈر بننے کے بعد ترقی کیلئے مزید امتحانات دینے ترک کر دیئے کیونکہ پھر انتظامیہ میں آکر فلائنگ چھُٹ جاتی- آپ فلائنگ میں بہت مہارت رکھتے- ٹارگٹ شوٹنگ میں بھی منفرد مقام تھا- ایئر فورس میں آپ کو نڈر اور بہادر سمجھا جاتا تھا- ایئر مارشل اصغر خان نے ایک یومِ فضائیہ پر یہ بیان دیا تھا "ہمیں رفیقوں اور منیروں کی ضرورت ہے"-

۱۹۶۵ء میں محترم خلیفہ منیر الدین کی ڈیوٹی سرگودھا بیس پر تھی- باوجود انتظامیہ میں ہونے کے کئی معرکوں میں شامل ہوئے اور ہمیشہ فلائنگ کیلئے تیار رہتے- ۱۱ر ستمبر کو ایئر وائس مارشل حکیم اللہ اور دیگر دو ساتھیوں کے ہمراہ امرتسر راڈار کو تباہ کرنے کیلئے جانے والی ٹیم میں شامل ہوئے- جاتے ہوئے اپنے دوستوں کو کہا کہ آج میں راڈار کو تباہ کر کے آؤں گا یا خود واپس نہیں آؤں گا...... چاروں جہاز جلد ہی اپنے ٹارگٹ پر پہنچ گئے- زمین سے توپوں نے گولوں کی بوچھاڑ کر دی- خلیفہ منیر الدین نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ میں نے راڈار دیکھ لیا ہے- یہ کہہ کر غوطہ لگایا اور راڈار پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی- ساتھیوں نے راڈار کے پرخچے اڑتے ہوئے دیکھے- حملہ کر کے آپ کا جہاز اوپر اٹھا تو ایک زمینی گولہ جہاز سے ٹکرا گیا- جس کی اطلاع آپ نے اپنے ساتھیوں کو دی اور اس کے بعد آپ سے تمام رابطے منقطع ہوگئے- ساتھیوں نے دیکھا کہ آپ کا جہاز چکر لگا کر آیا اور عین راڈار سے ٹکرا گیا- غالباً جہاز کو واپس لانا بھی محال تھا اور جہاز سے پیراشوٹ کے ذریعے نکلنا بھی ناممکن تھا اس لئے آپ نے اپنے جہاز کو ٹارگٹ پر گرا دیا- ۱۱ر ستمبر کو پاکستان ایئر فورس نے اپنے طریق کے مطابق خلیفہ منیر الدین احمد کو Missing قرار دیا اور بعد ازاں آپ کی جرأت مندانہ خدمات پر آپ کو "ستارہ جرأت" سے نوازا- آپ نے اہلیہ اور ایک بیٹی کو بطور یادگار چھوڑا- آپ کا ذکرِ خیر مکرم خلیفہ صباح الدین صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ۱۹ر ستمبر ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے-

–......☆......☆......☆......–

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۹ر ستمبر ۹۷ء میں شامل اشاعت، محترم نسیم سیفی صاحب کے تین اشعار ہدیہ قارئین ہیں :

ذروں میں نظر آئیں نہ تارے تو نظر کیا
منزل نہ ہو افلاک، تو پھر ذوقِ سفر کیا
محتاج ہیں جو چاند کے، تاریکیٔ شب میں
آنکھوں میں نہیں ان کے کوئی برق و شرر کیا
ہونٹوں پہ جو بات آئے وہ ہو جاتی ہے پوری
تھا پہلے بھی اتنا ہی دعاؤں میں اثر کیا

–......☆......☆......☆......–

حضرت چودھری محمد خانصاحبؓ

حضرت چودھری محمد خانصاحبؓ موضع گل منج ضلع گورداسپور کے نمبردار تھے- یہ گاؤں قادیان سے پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہے- آپؓ ۱۸۷۱ء میں پیدا ہوئے اور نوجوانی میں ہی حضرت مسیح موعودؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا- آپکے قبولِ احمدیت کا واقعہ اس طرح سے ہے کہ ایک بار آپؓ اپنے ایک عزیز کے ساتھ اپنی برادری کے ایک گاؤں موضع کھبے ضلع امرتسر سے قادیان کے رستے پیدل اپنے گاؤں موضع گل منج آرہے تھے کہ مسجد اقصیٰ کے پاس سے گزر ہوا- عصر کا وقت تھا- آپؓ اپنے ہمراہی سے کہنے لگے کہ آؤ یہاں نماز عصر پڑھ لیتے ہیں ورنہ وقت جاتا رہے گا- چنانچہ دونوں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے- نماز ہو چکی تھی اور حضرت مسیح موعودؑ گھر واپس جانے کے لئے اپنا جوتا پہن رہے تھے- چودھری صاحبؓ نے حضورؑ کو سلام عرض کیا جس کا بڑی عمدگی کے ساتھ جواب دے کر حضورؑ جوتا اتار کر صف پر تشریف فرما ہوگئے- ان دونوں نے وضو کیا اور نماز پڑھی- جب یہ فارغ ہوئے تو حضورؑ نے آپؓ سے دریافت فرمایا "کیا آپ کے ہاں میرے اشتہار پہنچ گئے ہیں؟" انہوں نے عرض کیا نہیں- جس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا میرے اشتہار تو دور دراز کے جزیروں میں پہنچ چکے ہیں آپ کا گاؤں کتنی دور ہے- چودھری صاحبؓ نے عرض کیا یہی کوئی چار کوس کے فاصلہ پر ہے- پھر حضورؑ نے آپؓ کو ہمراہ لیا اور اپنے گھر میں مسجد مبارک کے ساتھ والے کمرے میں ایک الماری کھول کر فرمایا کہ تمہارے گاؤں میں جتنے پڑھے ہوئے لوگ ہیں اتنے اشتہار لے لو- چودھری صاحبؓ کہا کرتے تھے کہ ہمارے گاؤں میں پڑھے لکھے تو دو تین ہی تھے لیکن میں نے پندرہ اشتہار اٹھا لئے اور اپنے گاؤں آگیا- آپؓ کے والد چودھری ملنگ خان صاحب گاؤں کے نمبردار تھے- رواج کے مطابق شام کو لوگ ان کے ہاں آکر بیٹھا کرتے تھے- چنانچہ آپؓ نے اس وقت اشتہار اپنے والد کو دیئے اور پھر حاضرین کو پڑھ کر ایک اشتہار سنایا- آپؓ کے والد نے تو کسی رد عمل کا اظہار نہ کیا لیکن آپکے دل پر اشتہار نے ایسا اثر کیا کہ اگلی ہی صبح بروز جمعہ چار کوس کے فاصلہ پر واقع گاؤں سیکھواں چلے گئے جہاں حضرت میاں جمال الدین صاحبؓ اور انکے دو بھائی احمدیت قبول کر چکے تھے- حضرت چودھری صاحبؓ کے استفسار پر انہوں نے حضورؑ کے دعویٰ کی وضاحت کی تو آپؓ سیکھواں سے سیدھے قادیان پہنچے اور بیعت کر لی- پھر واپسی کی اجازت چاہی تو حضورؑ نے کچھ ٹھہرنے کا ارشاد فرمایا چنانچہ آپؓ نے اگلے جمعہ تک قادیان میں ہی قیام کیا اور پھر اجازت لے کر واپس چلے آئے- آپؓ کا ذکر خیر آپکے پوتے مکرم خالد سیف اللہ صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۹ر اکتوبر ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے-

ایک روز آپؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کے پاؤں دباتے وقت جھجکتے ہوئے حضورؑ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتائیں جس سے میرے دین و دنیا دونوں سنور جائیں- حضورؑ نے فرمایا ہمارا وظیفہ یہی ہے کہ نماز سنوار کر ادا کیا کرو اور استغفار کثرت سے پڑھا کرو- بعد میں ایک مرتبہ پھر جب آپؓ ایسے ہی پاؤں دبا رہے تھے تو پھر یہی عرض کیا تو حضورؑ نے فرمایا استغفار اور درود شریف کثرت سے پڑھا کریں-

۱۹۰۵ء میں جب حضرت مسیح موعودؑ نے دینی تعلیم سکھانے کی غرض سے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اجراء کی غرض وغایت بیان فرمائی تو یہ باتیں سن کر حضرت چودھری محمد خانصاحبؓ (جن کی شادی تو ہو چکی تھی لیکن ابھی اولاد کوئی نہیں تھی) کا دل رقت سے بھر گیا اور آپؓ نے اشکبار آنکھوں کے ساتھ یہ عہد کیا کہ اگر خدا آپ کو دو بیٹے دے دے تو ایک کو آپ دینی تعلیم دلوائیں گے اور دوسرے کو تعلیم الاسلام سکول میں پڑھوائیں گے- بعد ازاں آپؓ کے پانچ بیٹے پیدا ہوئے جن میں سے تین نوعمری میں ہی فوت ہوگئے اور باقی دو بیٹوں میں سے ایک کو آپؓ نے (۱۹۰۹ء میں جاری ہونے والے) مدرسہ احمدیہ میں اور دوسرے کو تعلیم الاسلام سکول میں داخل کروایا-

–......☆......☆......☆......–

محترم چودھری احمد مختار صاحب

محترم چودھری احمد مختار صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ کراچی ایک مثالی خادم دین تھے- اگرچہ آپ باقاعدہ واقف زندگی نہیں تھے لیکن اپنے آپ کو مکمل طور پر خدمت دین کے لئے وقف کر رکھا تھا- ایک مرتبہ آپ نے باقاعدہ طور پر اپنی اور اپنی اہلیہ محترمہ پروین مختار صاحبہ کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں وقف زندگی کی درخواست پیش کی تو حضور انور نے جواباً فرمایا کہ "آپ کی کون سی باگیں پہلے خلیفہ وقت کے ہاتھ میں نہیں ہیں جواب پکڑا رہے ہیں؟"- آپ کا ذکر خیر روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۰ر اکتوبر ۹۷ء میں آپکی اہلیہ محترمہ پروین مختار صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے-

محترم چودھری صاحب قرآن کریم کا گہری نظر سے مطالعہ کرتے اور درس دیتے تو علم و معرفت کے خزانے بکھیر دیتے- آپ کی اہلیہ کا بیان ہے کہ آپ صبح سیر کو نکلتے تو مقرر کیا ہوتا کہ گراؤنڈ کے پہلے چکر میں کون سی سورتیں کتنی بار پڑھنی ہیں اور دوسرے میں کونسی اور تیسرے میں کونسی- پھر ایک کونہ میں بیٹھ کر لمبی دعا کرتے اور دعا کی درخواست کرنے والوں کا نام لے لے کر دعا کرتے- اس وقت رقت کا عالم عجیب ہوتا اور آپ خشیت الٰہی سے کانپ رہے ہوتے- آپ نے بارہا تفکرات کے دوران میری توجہ دعا کی طرف کروائی اور کئی بار یہ بات کہی کہ دنیاوی رشتے پر کسی طرح بھروسہ نہیں کرنا چاہئے- والدین، اولاد، بیوی، بچے، بہن بھائی، عزیز دوست سب دنیاوی بت ہیں اور میں نے بہت عرصہ پہلے یہ تمام بت توڑ دیئے ہوئے ہیں، مجھے سوائے خدا کے کسی پر کوئی بھروسہ نہیں......"-

مکرم چودھری صاحب چار بہن بھائی تھے- آپ کمسن ہی تھے جب والد کی وفات ہو گئی- محترم چودھری صاحب نے خود چھوٹی عمر میں ہی قبول احمدیت کی سعادت پائی- آپکی والدہ انتہائی صابر، باہمت اور عبادت گزار خاتون تھیں- انہوں نے بچوں کی پرورش اس طریق پر کی کہ سب میں نظام جماعت کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی- وہ ۱۹۷۶ء میں لمبی عمر پا کر فوت ہوئیں-

مکرم چودھری صاحب کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ آپ نے مجھے کبھی تم کہہ کر نہیں بلایا- کبھی ایک دفعہ بھی خفگی کا اظہار نہیں کیا- گھریلو کاموں میں میرا ہاتھ بٹاتے اور نہایت تحمل اور بردباری سے خریداری میں مدد کرتے- ...... جب حضور انور نے ذیلی تنظیموں کے کام کے سلسلہ میں پرائیویٹ سیکرٹری کی معاونت کے لئے لندن کے کچھ افراد کو خدمت کا موقع دیا تو ان میں خاکسارہ کا نام بھی آیا- بعد میں جب بھی میں نے چودھری صاحب سے کہا کہ میں مستقل آپکے پاس کراچی آجاؤں تو آپ کا ایک ہی جواب ہوتا کہ جو ڈیوٹی آپکے سپرد ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عطیہ ہے، کچھ عرصہ کی رخصت لے کر آئیں، مستقل نہیں-

خلفائے کرام سے محترم چودھری صاحب کا بہت گہرا تعلق تھا- حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنی آخری بیماری میں قریباً ایک گھنٹہ تک بالکل تنہائی میں آپ سے گفتگو فرمائی جسکے بارے میں حضور کی وفات کے بعد جب کسی نے پوچھا تو آپ نے جواب دیا "آپ کو بتانا ہوتا تو حضرت صاحب خود ہی بتا دیتے- جو بات میرے ساتھ کی ہے وہ مجھ تک رہے گی"-

مکرم چودھری صاحب کئی سال سے بڑی محنت سے کتب حضرت مسیح موعودؑ کا انڈیکس تیار کر رہے تھے لیکن زندگی نے وفا نہ کی- آپ کارکنان سلسلہ کا بے حد احترام کرتے اور ملازمین کا ہر طرح خیال رکھتے- آپ کے وسیع حلقہ احباب میں ہر حیثیت کے لوگ شامل تھے- قدم قدم پر خدمت خلق کرتے جاتے- ہومیو پیتھک علاج پر دسترس تھی جس سے بھرپور استفادہ فرماتے- ضرورتمندوں کی خاموشی سے مدد کیا کرتے- کبھی کسی کی برائی بیان نہیں کی- وقت کے بہت قدر دان تھے- اکثر وقت پڑھنے یا لکھنے میں صرف ہوتا- اردو، انگریزی، عربی، فارسی، پنجابی، گورمکھی زبانوں کے ادب میں معلومات بہت وسیع تھیں-

مکرم چودھری صاحب راتوں کو جاگ کر عبادت کیا کرتے لیکن منکسر المزاجی کا یہ عالم تھا کہ کبھی اپنی عبادت کا ذکر نہیں کیا، صرف عملی نمونہ سے تربیت کی کوشش کرتے- حضور کے ارشادات کو سنتے اور فوری عمل پیرا ہوتے- آپ کو پاکستان سے بہت محبت تھی چنانچہ دوسروں کے اصرار پر بھی برٹش شہریت نہیں لی-

–......☆......☆......☆......–

MTV Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
5/12/97 - 11/12/97

Please Note that programme and timings may Change without prior notice.
Details of Programmes are Announced After Every Six Hours.
All times are given in British Standard Time. For more information please phone or fax +44 181 874 8344

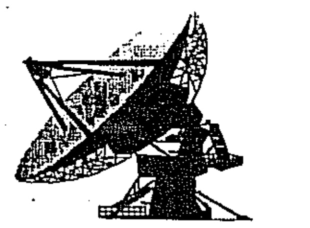

Friday 5th December 1997
4 Sha'aban

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner : Tarteel ul Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Quiz Programme. - History of Ahmadiyyat (Part 24) (R)
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Dutch (R)
04.30	A Page From the History of Islam by B.A Rafiq
05.00	Homoeopathy Class with Huzoor(R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30	Children's Corner : Tarteel ul Quran
07.00	Pushto Programme
08.00	Bazm-e-Moshaira: Moshaira Yaum-e-Masih Maud (as) - Part 2
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class
11.00	Computers For Everyone -Part 36
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque' London, UK
14.00	Bengali Programme
14.30	Rencontre Avec Les Francophones- Huzoor's Mulaqat with French Speaking Friends
15.30	Friday Sermon By Huzoor (R)
17.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1) Ihre Fragen 2) Willkommen in Deutschland 'Glasmuseum'
20.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor
21.00	Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan - "First Aid"
21.30	Friday Sermon by Huzoor (R)
22.45	Rencontre Avec Les Francophones- Mulaqat with Huzoor with French Speaking Friends

Saturday 6th December 1997
5 Sha'aban

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	MTA USA Production: 1) Seekers of truth - Inaam ul Haq Kauser
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Computers For Everyone -Part 36
05.00	Rencontre Avec Les Francophones, Mulaqat with Huzoor with French Speaking Friends
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
07.00	Saraiki Programme
08.00	Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan -(R)
08.45	Liqaa Ma'al Arab
09.45	Urdu Class
11.00	MTA Variety: Seminar, Golden Jubilee Celebrations - Part 2
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme
15.00	Children's Mulaqat with Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Arabic Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class (N)
19.30	German Service: 1) Sport 'Fuß ball' 2) Der Diskussionskreis 'Christliche Feiertage'
20.30	Aap Ka Khat Mila with Syed Naseer Shah Sahib
21.00	Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV
22.15	Children's Mulaqat with Huzoor(R)
23.25	Learning Chinese

Sunday 7th December 1997
6 Sha'aban

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner: Tarane about Pakistan - Part 1
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Canadian Horizon - Majlis-e-Irfan, Toronto
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese
04.30	Hikayat-e-Shereen
05.00	Children's Mulaqat with Huzoor (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30	Children's Corner: Tarane about Pakistan - Part 1
07.00	Friday Sermon By Huzoor - Rec. 5.12.97
08.00	Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV-
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Aap Ka Khat Mila with Syed Naseer Shah Sahib
11.30	MTA Variety - 1) NASA Space Shuttle - Ground Support 2) NASA National Aeronautics & Space Administration, Space Shuttle Population
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Chinese
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme
15.00	Mulaqat with Huzoor with English speaking friends
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme - Question & Answer Session with Huzoor with Albanians held in Germany 24.8.97 - Part 2
18.05	Tilawat ,Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class (N)
19.30	German Service: 1)Physik 2) Kindersendubg mit Ameer Sahib
20.30	Children's Corner - Waqfe Nau Sports - Rabwah
21.00	Swedish Desk
21.30	Quiz by Lajna: Sangla Hill VS Badomali
22.00	Dars-ul-Quran (No. 25) (1996) By Huzoor- Fazl Mosque , London
23.25	Learning Chinese

Monday 8th December 1997
7 Sha'aban

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner: Waqfeen e Nau Sports, Rabwah
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Aap Ka khat Mila with Naseer Shah Sahib
02.30	MTA Variety - 1)NASA Space Shuttle - Ground Support 2) NASA National Aeronautics & Space Administration, Space Shuttle Population
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Chinese (R)
05.00	Mulaqat With Huzoor with English Speaking friends(R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner: Waqfeen e Nau Sports, Rabwah
07.00	Dars-ul-Quran (No. 25) (1996) By Huzoor, Fazl Mosque, London (R)
08.30	Quiz by Lajna : Sangla Hill VS Badomali
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Sports: All Rabwah Basketball Final, Darul Sadr VS Dar ul Rehmat
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class With Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1)Begegnung mit Hazoor III 2) Mach Mit "Indisches Gericht", "Reiskuchen"
20.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
21.00	MTA Switzerland - Al Maidah
21.30	Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00	Homoeopathy Class With Huzoor
23.25	Learning Norwegian

Tuesday 9th December 1997
8 Sha'aban

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Sports: All Rabwah Basketball Final , Dar ul Sadr V Dar ul Rehmat
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Norwegian (R)
05.00	Homoeopathy Class With Huzoor
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Islamic Teachings-Rohani Khazaine
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Medical Matters: 'Nutrition' Part 1 - Guest: Dr Lateef A Qureshi
11.30	Correct Pronunciation of The Holy Quran - Part 2
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning French
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme
15.00	Tarjumatul Quran Class (N)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Programme
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.30	Urdu Class (N)
19.30	German Service: 1) Mathematik 'Parabel' 2) Jugendgerichtshilfe
20.30	Children's Corner : Tarteel ul Quran
21.00	MTA Belgium - La vie du Prophete (The Life of the Holy Prophet (saw)
21.30	Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00	Tarjumatul Quran Class (R)
23.00	Hikayat-e-Shereen (N)
23.25	Learning French

Wednesday 10th December 1997
9 Sha'aban

00.05	Tilawat, Secrat-un-Nabi, News
00.30	Children's Corner :Tarteel ul Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Medical Matters: 'Nutrition' , Part 1 - Guest: Dr Lateef A Qureshi
02.30	Correct Pronunciation of The Holy Quran - Part 2
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning French
04.30	Hikayat-e-Shereen
05.00	Tarjumatul Quran Class (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.30	Children's Corner: Tarteel ul Quran
07.00	Swahili Programme
08.00	Around The Globe -Hamari Kaenat
08.30	Speech about Hadhrat Chaudhry Ahmad ud din (ra) by Mohamed Azim Akseer
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Roshni Da Safar
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Arabic
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme
15.00	Tarjumatul Quran Class (R)
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	French Programme
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1)Der weg zum Islam 1 2) Spielecke 3) Mehr uber Jalsa '97
20.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor Children's Corner
21.00	Al Maidah : Qeemay ki tickiyaan
21.30	MTA Variety: Lal Sunahra Park
21.45	Tarjumatul Quran Class (R)
23.00	Learning Turkish
23.25	Arabic Programme

Thursday 11th December 1997
10 Sha'aban

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Canadian Desk - Tech Talk
02.30	Seerat un Nabi (saw) -
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Learning Turkish (R)
04.30	Arabic Programme. - Qaseedah/Nazm
05.00	Tarjumatul Quran Class (R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor(R)
07.00	Sindhi Programme. -Translation of Friday Sermon -
08.00	Al Maidah: Qeemay ki tickiyaan
08.55	Liqaa Ma'al Arab (R)
09.55	Urdu Class (R)
11.00	Quiz Programme: History of Ahmadiyyat - Part 25
11.30	A Page From The History of Islam - By B.A.Rafiq
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Dutch
13.00	Indonesian Hour
14.00	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class With Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Russian Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1) Play to win 2) MTA Variete "Hazoors Dora '97"
20.30	Children's Corner : Tarteel ul Quran
21.00	Bazm-e-Moshaira: Moshaira Islamabad'96 - Part 1
22.00	Homoeopathy Class With Huzoor
23.25	Learning Dutch

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 Friday, December 5, 1997 No. 49

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

ضیاء الحق کا مشن اور جناب وزیر اعظم

۱۷؍ اگست ۱۹۹۷ء کو فیصل مسجد اسلام آباد کے سامنے پاکستان کے سابق آمر کی برسی کے موقع پر عزت مآب جناب وزیر اعظم پاکستان نے اعلان فرمایا کہ وہ ضیاء مشن کو پورا کریں گے۔

اس اعلان نے ملک کے دانشوروں کو چونکا دیا ہے اس ضمن میں پاکستان کے ایک اہل قلم آرکیٹکٹ جناب افضل ملک صاحب کا اخبار "جنگ" ۱۳؍ ستمبر ۱۹۹۷ء میں مندرجہ بالا عنوان پر ایک جامع نوٹ بھی چھپ چکا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

" ایک جمہوری حکومت کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے ان کا یہ اعلان دلوں میں بہت سے وسوسے اور خدشے پیدا کرتا ہے کہ آخر مرحوم کا وہ کون سا مقدس مشن تھا جسے پورا کرنے کے لئے ہمارے وزیر اعظم بے چین ہو رہے ہیں اور کیا اس ملک کے عوام نے انہیں اتنا بھاری مینڈیٹ اس لئے دیا تھا۔ یا پھر کیا قائداعظم کی مسلم لیگ نے اسے اپنے منشور کا حصہ بنایا ہے؟ یا کہ وہ جناب اعجاز الحق کے ووٹ بنک کو اپنے ساتھ لگائے رکھنا چاہتے ہیں۔ آئیں سب سے پہلے مرحوم ضیاء الحق کے مشن کا تجزیہ کریں۔

۵؍ جولائی ۱۹۷۷ء کو جب مرحوم نے ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی منتخب حکومت کا تختہ پی این اے کی (امریکہ سپانسر) تحریک کے نتیجہ میں الٹا تو اپنی پہلی نشری تقریر میں انہوں نے کہا کہ ان کے آنے کا مقصد صرف اور صرف ملک کو خانہ جنگی سے بچانا ہے اور یہ کہ وہ ۹۰ دن کے اندر انتخاب (آئین کے مطابق) کروا کر حکومت عوام کے منتخب نمائندوں کے سپرد کر کے واپس بیرکوں میں چلے جائیں گے۔ شروع شروع میں انہوں نے مرحوم بھٹو سے اپنی عقیدت کا اظہار بھی کیا اور کئی جگہ ان کے کام کی تعریف بھی کی لیکن ہائے رے اقتدار کا نشہ یا پھر کرسی کے چھن جانے کا ڈر دونوں نے مل کر انہیں اپنے اصل وعدے اور پروگرام سے ہٹ جانے پر مجبور کر دیا اور ۹۰ دن پھر چار ہزار دنوں سے بھی تجاوز کر گئے۔ وہ تو قادر مطلق کو ان کی پاکستان کے عوام کی مزید خدمت منظور نہ تھی جو وہ اسی طرح کی (بھٹو مخالف) امریکی سازش کا شکار ہو گئے۔ ان کے دور حکومت کی مندرجہ ذیل خصوصیات عوام کے ذہنوں میں آج بھی موجود ہیں۔

(۱)...... پورے ملک میں مارشل لاء حکومت پھیلائے ہوئے خوف و ہراس کا دور دورہ ہو گیا۔ سیاسی و سماجی کارکنوں کو پکڑ دھکڑ قید و کوڑوں کی سزائیں شاہی قلعہ کے عقوبت خانوں میں ضمیر کے قیدیوں کی چیخیں آج بھی ذہنوں میں گونج رہی ہیں۔

(۲)...... ملکی پریس و صحافی حضرات پر آواز حق تو کیا مارشل لاء والوں کی مرضی کے بغیر کسی بھی قسم کی خبر اور تبصرہ پر سخت پابندیاں لگا دی گئیں حتی کہ صحافیوں کو نوکریوں سے نکال کر انہیں قید و کوڑوں کی سزائیں دی گئیں۔ اگر یقین نہ آئے تو ان دنوں کے اخبارات کے صفحات کو دیکھ لیں۔

(۳)...... غیر قانونی اسلحہ، کلاشنکوف کلچر، ہیروئن کی سمگلنگ کی ابتداء اس دور میں ہوئی اور پھر اسی دور میں عروج پر بھی پہنچی اور اس غیر قانونی، غیر اخلاقی اور غیر انسانی تجارت سے ملک کے کئی محبان وطن مستفید ہوئے اور پھر اسی اسلحہ اور روپیہ کی طاقت کے بل بوتے پر وہ منتخب ہو کر اسمبلیوں میں پہنچے وہاں جا کر انہوں نے اسمبلی اور قانون سازی کے تقدس کا وہ حشر کیا جو بقول وارث شاہ "گیدڑ کو خربوزوں کے کھیت کا رکھوالا بنا کر ہوتا ہے"۔

(۴)...... اسی دور میں مرحوم نے آئین کو چند صفحات کی کتاب کہہ کر پھاڑ دینے کی بات کی اور سیاست دانوں کو دم ہلاتے ہوئے ان کے پیچھے دوڑنے والا قرار دیا۔

(۵)...... انہی مارشل لاء کے دنوں میں عدلیہ اور قانون لاگو کرنے والے اداروں کی مختلف طریقوں سے تضحیک کی جاتی رہی۔ (مثال کے لئے اس ملک کے ہائی کورٹ کے سابق جج ملک سعید حسن خان کی ایک میجر کے سامنے پیشی کا حال ہی کافی ہے) وہ سب تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔

(۶)...... مرحوم کے اسی دور میں عورتوں کے ووٹ اور گواہی کو آدھا قرار دینے کی کامیاب کوششیں کی گئیں اور انہیں عملاً دوسرے بلکہ تیسرے درجہ کا شہری بنا کر رکھ دیا گیا۔ ان کی کھیلوں پر پابندی لگائی جاتی رہی۔

(۷)...... اسی دور میں اقلیتوں کو (قائد اعظم کے وعدہ اور فرمان کے خلاف) عملی طور پر دوسرے درجہ کا شہری قرار دیا گیا۔ ان کے ووٹ کو پاکستانیوں کے ووٹ کی بجائے عیسائیوں، احمدیوں اور ہندوؤں کا ووٹ ثابت کیا گیا اور انہیں پاکستانی ہونے کے فخر سے محروم کیا گیا۔

(۸)...... اسی دور میں رشوت اور کرپشن کا تناسب مرحوم کی اپنی زبان میں پانچ سو فیصد زیادہ ہو گیا۔ اداروں کی تباہی یہیں سے شروع ہوئی۔

(۹)...... دینی مدرسوں کو غیر ضروری امداد اور تحفظات مہیا کئے گئے۔ ان مدرسوں کے چلانے والوں کے لئے اللہ اور رسول کے لئے کام کرنے کی بجائے ذاتی نمود و نمائش، طاقت کا مظاہرہ اور مذہبی منافرت پھیلانے کے مواقع پیدا کئے گئے۔ اور حوصلہ دیا گیا۔ آج اس ملک کے مسلمان عوام اور مسجدوں کے نمازی بھی اس مذہبی انتہاپسندی اور دہشت گردی سے محفوظ نہیں رہے۔

(۱۰)...... پاکستان کی تاریخ میں شاید پہلی بار ملک کی مسلح افواج میں کرپشن متعارف ہوئی۔ سیاسی و سماجی کارکنوں کی سزاؤں میں تخفیف کے بدلے لاکھوں کروڑوں وصول کئے گئے۔ اسی طرح مسلح افواج کے افسران کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے پلاٹوں، ایجنسیوں اور دوسری مراعات کی لوٹ سیل لگا دی گئی۔ اس طرح مسلح افواج کی کارکردگی متاثر ہونے لگی اور عوام میں ان کی ساکھ منفی حوالہ سے متاثر ہوئی۔

میری جناب نواز شریف صاحب سے گزارش ہے کہ اس گزرے ہوئے دور کو بھول کر ایک نئے دور اور نئے سماج کے بنانے کی بات کریں اور اس کے لئے کام کریں"۔

ایک دردناک حقیقت

تحریک خلافت پاکستان کے ترجمان ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور مورخہ ۱۳؍ اگست ۱۹۹۷ء میں طبع شدہ مرزا ایوب بیگ صاحب لاہور کے ایک عبرت انگیز مضمون کا ایک اقتباس جس میں انہوں نے اس دردناک حقیقت کی نشاندہی کی ہے کہ پاکستان کی سلور جوبلی نہیں برسی منائی جانی چاہیے۔ فرماتے ہیں:

" ۱۹۴۷ء میں ہندوستان نے انگریز کی غلامی سے نجات حاصل کی اور تقسیم ہند کے نتیجہ میں پاکستان اور بھارت کے نام سے دو آزاد ممالک دنیا کے نقشے پر ابھرے۔ آج ۱۹۹۷ء میں یہ دونوں ممالک آزادی کی گولڈن جوبلی منا رہے ہیں۔ جہاں تک بھارت کا تعلق ہے اس نے ان پچاس سالوں میں اپنی جغرافیائی حدود کی مکمل حفاظت کی ہے بلکہ مار دھاڑ کے ذریعہ سے کچھ اضافہ بھی کر لیا ہے۔ پھر یہ کہ دیپ جلانا اور دیپک راگ گانا ان کے مذہب کا حصہ ہے۔ کسی خوشی کے موقعہ پر جب وہ راگ رنگ کی محفل جماتے ہیں تو وہ دنیوی رسم و رواج کے مطابق بھی ہوتا ہے اور عبادت کا فریضہ بھی ادا ہو رہا ہوتا ہے۔ لہذا بھارت گولڈن جوبلی منانے کا حق بھی رکھتا ہے اور منانے کا انداز بھی اس کے مذہب اور ثقافت کا آئینہ دار ہے۔ البتہ پاکستان کا گولڈن جوبلی منانا، وہ بھی ناچ کود کی محافل منعقد کر کے، بھونڈا پن ہی نہیں مضحکہ خیز بھی ہے۔ اولاً اس لئے کہ جو پاکستان مسلم لیگ نے قائداعظم کی قیادت میں بنایا تھا اس نے عمر عزیز کے پچاس سال پورے کب کئے ہیں۔ قائد اعظم کا پاکستان تو ۱۹۷۱ء میں دم توڑ گیا تھا جب آبادی کے لحاظ سے اس کا بڑا حصہ ٹوٹ کر الگ ہو گیا اور اس نے لفظ پاکستان سے لاتعلق ہو کر اپنا نام بنگلہ دیش رکھ لیا۔ یعنی قائد اعظم کے پاکستان کو دولخت ہوئے ربع صدی گزر چکی لہذا اگر ہم کچھ نہ کچھ منانے پر تلے ہی ہوئے ہیں تو ہمیں نئے پاکستان کی سلور جوبلی اور ۱۹۴۷ء والے پاکستان کی سلور برسی منانی چاہئے۔ اس لئے کہ فوت شدگان کی سالگرہ نہیں برسی منائے جانے کا رواج ہے۔ ثانیاً یہ کہ سلور یا گولڈن جوبلیاں مناتے ہوئے کیا لہک لہک کر گانے اور مٹک مٹک کر ناچنے کی دین اسلام اجازت دیتا ہے جو حصول پاکستان کی اصل بنیاد تھا؟

آج ۱۹۹۷ء میں پاکستان مسائلستان بن چکا ہے۔ یہاں غربت ہے، جہالت ہے، بیماری ہے، عوام بنیادی ضروریات سے محروم ہیں۔ کرپشن کے کینسر نے تمام حکومتی اداروں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ عدل و انصاف عوام کا حق نہیں ہے بلکہ مارکیٹ کی شے ہے اور اس کی خرید و فروخت دن رات جاری ہے۔ سیاست دان شطرنج کے ماہر کھلاڑی بن چکے ہیں۔ وہ ذاتی مفادات کے مطابق گھوڑے اور پیادے آگے پیچھے کرتے رہتے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر اپنی بدکرداری اور ہر دم ہر در کے منگتے ہونے کی وجہ سے ہمارے حلیف بھی بحیثیت قوم ہمیں ننگی گالیاں دینے پر اتر آئے ہیں۔ یہ تو ہمارے وہ مسائل ہیں جن کی لپیٹ میں ہم ایک مدت سے ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ یہ گھمبیر اور پیچیدہ تر ہوتے گئے لیکن گولڈن جوبلی سال کے آغاز ہی سے جونہی مسلم لیگ کی حکومت تاریخی مینڈیٹ لے کر برسر اقتدار آئی، دہشت گردی کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا.........

حکومت نے آغاز میں دہشت گردی کی وارداتوں کو سنجیدگی سے نہ لیا اور اس کی مذمت اور اس کے خاتمے کے لئے محض اخباری بڑھک کو کافی سمجھا اور اپنی تمام تر توجہ کا مرکز اس قانون سازی کو بنایا جس سے آئینی اور قانونی سطح پر ان کا اقتدار کم از کم پانچ سال کے لئے بالکل محفوظ ہو جائے۔ لیکن چند ماہ میں ملک بھر میں خصوصاً پنجاب میں دہشت گردی عذاب کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ اور دہشت گردی کی اس شدت سے عوام ہی نہیں خود حکومت بھی دہشت زدہ نظر آنے لگی ہے"۔

☆......☆......☆

اخبار کی قلمی معاونت کیجئے

الفضل آپ کا اپنا اخبار ہے۔ اسے آپ نے اور ہم سب نے مل کر سنوارنا ہے۔ اسے مزید دلچسپ اور مفید بنانا ہے۔ اور اس کے دائرہ اثر کو وسیع سے وسیع تر کرنا ہے روزمرہ زندگی کے سینکڑوں تجارب، مشاہدات اور معلومات ایسی ہیں جن میں آپ دوسروں کو اپنے ساتھ شامل کر کے انہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ آپ اپنے ایسے مشاہدات و تجربات اور مختلف واقعات پر اپنے محسوسات و قلبی کیفیات کو تحریر میں ڈھالئے اور ہمیں بھجوایئے۔ ہم انشاء اللہ آپ کی مرسلہ نگارشات کے انتخاب سے الفضل کو سجائیں گے۔

(ادارہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے-